ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۱

جمعۃ المبارک ۲۴؍ستمبر ۲۰۰۴ء

۹؍شعبان ۱۴۲۵ھ ہجری قمری ۲۴؍تبوک ۱۳۸۳ھ ہجری شمسی

شمارہ ۳۹

عورت کی بھلائی اور خیر خواہی

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔(یعنی اس میں پسلی کی طرح طبعی ٹیڑھا پن ہے۔پسلی کے اوپر کے حصہ میں زیادہ کجی ہوتی ہے) اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔اگر تم اسے اس کے حال پر ہی رہنے دو گے تو اس کا جو فائدہ ہے وہ تمہیں حاصل ہوتا رہے گا۔ پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو اور اس بارہ میں میری نصیحت مانو۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب خلق آدم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

انسان کی پیدائش کی اصل غرض یہ ہے کہ وہ نماز کی حقیقت سمجھے

انسان نماز پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے

انسان کی پیدائش کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ وہ نماز کی حقیقت سیکھے۔جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن﴾ (الذّاریات: 57)

غرض یادرکھنا چاہئے کہ نماز ہی وہ شئے ہے جس سے سب مشکلات آسان ہوجاتے ہیں اور سب بلائیں دور ہوتی ہیں۔مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہوجاتا ہے اور آستانۂ احدیت پر گر کر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔اور پھر یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے۔خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں ۔وہ تو غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْن ہے۔اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے۔اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے۔کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہوجانا حقیقی بھلائی کا حاصل کر لینا ہے۔ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہوجائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کر دیتا ہے۔

یاد رکھو یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْن﴾ (الماعون :5,6) یعنی لعنت ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے ہی بے خبر ہوتے ہیں۔

نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے۔مگر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہوسکتا۔اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔“

(ملفوظات جلد پنجم ۔صفحہ 402,403)

ہردم فلک شہادتِ صدقم ہمے دہد   زینم کدامِ غم کہ زمیں گشت مُنکرم
واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نوحم زِ کردگار   بے دولت آنکہ دُور بماند زِلنگرم !

(ازالہ اوہام ۔روحانی خزائن جلد 3)

(ترجمہ): آسمان ہروقت میری سچائی کی گواہی دیتا ہے تو پھر مجھے اس بات کا کیا غم کہ اہلِ زمین میرا انکار کرتے ہیں۔ بخدا مَیں اپنے پروردگار کی طرف سے نوح کی کشتی ہوں اور وہ خالی دامن ہے جو میرے لنگر سے دُور ہے۔

فرمودات خلفاء

جَبَلُ الْقَمَر

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں ایک بار ریل میں سفر کر رہا تھا۔جس کمرہ میں میں بیٹھا ہوا تھا اسی کمرہ میں ایک اور بڈھا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ایک اور شخص جو مجھے مولوی صاحب کہہ کر مخاطب کرنے لگا تو اس دوسرے شخص کو بہت برا معلوم ہوا اور اس نے کھڑکی سے سر باہر نکال لیا۔وہ شخص جو مجھ سے مخاطب تھا اس کے بعض سوالوں کا جواب جب میں نے دیا تو اس بڈھے نے بھی سر اندر کر لیا اور بڑے غور سے میری باتوں کو سننے لگا اور وہ باتیں مؤثر معلوم ہوئیں۔پھر خود ہی اس نے بیان کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے کیوں سر باہر کر لیا تھا ۔میں نے کہا کہ نہیں۔اس نے بیان کیا کہ مجھے مولویوں کے نام سے بڑی نفرت ہے۔اس شخص نے جب آپ کو مولوی کر کے پکارا تو مجھے بہت برا معلوم ہوا۔لیکن جب آپ کی باتیں سنیں تو مجھے ان سے بڑا اثر ہوا۔میں نے پوچھا کہ مولویوں سے تمہیں کیوں نفرت ہے؟اس نے کہا کہ میں نے لدھیانہ میں ایک مولوی صاحب کا وعظ سنا۔اس نے دریائے نیل کے فضائل میں بیان کیا کہ وہ جبل القمر سے نکلتا ہے اور اس کے متعلق کہا کہ چاند کے پہاڑوں سے آتا ہے۔میں نے اس پر اعتراض کیا تو مجھے پٹوایا گیا۔اس وقت مجھے اسلام پر کچھ شکوک پیدا ہوگئے اور میں عیسائی ہوگیا اور بہت عرصہ تک عیسائی رہا۔پھر ایک دن پادری صاحب نے مجھے کہا کہ ایک نئی تحقیقات ہوئی ہے۔دریائے نیل کا منبع معلوم ہوگیا ہے۔اور اس نے بیان کیا کہ جبل القمر ایک پہاڑ ہے وہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔میں اس کو سن کر رو پڑا اور وہ سارا واقعہ مجھے یاد آگیا۔ایک عیسائی نے مجھے مسلمان بنا دیا اور ایک مولوی نے مجھے عیسائی کیا۔اس وجہ سے میں ان لوگوں سے نفرت کرتا تھا۔مگر آپ ان میں سے نہیں ہیں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اس کی یہ کہانی سن کر میرے دل پر سخت چوٹ لگی کہ اللہ! مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔غرض اس وقت مسلمانوں کی حالت تو یہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔اور اس پر بھی ان کو کسی مزکّی کی ضرورت نہیں۔“

(حقائق الفرقان۔جلد چہارم ۔صفحہ 107)

اداریہ

دہشت گردی

یوگنڈا کے فوجی حکمران عیدی امین اپنے زمانے میں بہت مشہور ہوئے قریباً روزانہ بین الاقوامی اخبارات کی شہ سُرخیوں میں ان کے بیانات چھپتے تھے۔ وہ اپنی اس شہرت کو قائم رکھنے کے لئے بڑی عجیب عجیب باتیں اور حرکتیں کرتے رہتے تھے۔ کبھی وہ ملکہ برطانیہ کو معذرت کرنے پر مجبور کر رہے ہوتے اور کبھی کسی معزز برطانوی شخصیت کو سرنگوں کرنے کے لئے عملی مذاق سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے۔ ایک موقعہ پر وہ ایک قومی تقریب میں اس شان سے آئے کہ ان کی پالکی چار معزز انگریزوں نے اٹھا رکھی تھی۔ ان کا فلسفہ یا سوچنے کا انداز یہ تھا کہ برطانوی نوآبادی نظام میں سفید فام لوگوں نے سیاہ فام افراد پر بہت ظلم کیا تھا اور اب مجھے موقع ملا ہے کہ میں ان مظالم کا بدلہ لوں یا اسی طرح کروں جس طرح سفید فام لوگ ہمارے ساتھ کیا کرتے تھے۔ مگر سوچنے کا یہ انداز کسی طرح بھی درست نہیں ہوسکتا۔

ظلم کے مقابلہ پر ظلم کرنے والوں نے ظلم کو پھیلانے اور عام کرنے کے سوا اور کوئی خدمت نہیں کی۔ اس کے مقابل پر قرآن مجید فرماتا ہے۔ ﴿لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾ (المائدہ:9) کسی قوم کی زیادتی یا دشمنی تمہیں جادہ اعتدال اور طریق انصاف سے نہ ہٹائے بلکہ تم ہمیشہ ہی اعتدال و انصاف کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو کہ یہی طریق انجام کے لحاظ سے بہتر ہے۔ عیدی امین اور دوسرے تمام ظالم دنیا سے مٹا دیئے گئے اور کوئی بھی ان کا نام عزّت و احترام سے نہیں لیتا مگر سچائی اور انصاف کو قائم رکھنے کی خاطر مظلومی کا راستہ اپنانے والے ہمیشہ کی قابل رشک زندگی سے نوازے گئے۔ حضرت امام حسینؓ بظاہر ناکامی و حسرتناک موت سے دوچار ہوئے مگر وہ عزّت و احترام اور عقیدت و محبت جو دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے ہے کیا شمر اور یزید کو اس کا دسواں، سواں یا ہزارواں حصہ بھی میسر آیا؟

پچھلے دنوں میڈیا میں یہ افسوسناک خبر آئی کہ روس کے ایک سکول میں بعض لوگوں نے معصوم بچوں اور اساتذہ کو یرغمال بنا لیا ہے اور ان کا مطالبہ ہے کہ ان کے ساتھیوں کو رہا کر دیا جاوے۔ اخباری خبروں کے مطابق یرغمال بنانے والے چیچنیا کے مسلمان تھے جو چیچنیا سے ہمدردی کے اظہار کے طور پر یا ان کے حقوق دلوانے کے لئے رائے عامہ کو بیدار کرنا چاہتے تھے۔ اس انتہائی بہیمانہ حرکت کا انجام یہ ہوا کہ 350 سے زیادہ افراد موت کے گھاٹ اتر گئے۔ وہ معصوم بچے جن کا اس سارے ظلم و زیادتی سے دور کا بھی تعلق نہ تھا اس درندگی کا شکار ہو کر کئی دن خوف و ہراس میں مبتلا رہ کر دنیا سے ہی سدھار گئے۔ یہ ایسا ظلم ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مگر یہ واقعہ اور اسی نوعیت کے بے شمار اور واقعات یہ سوچنے پر بھی تو مجبور کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو اپنے خیال میں مظلوموں کی مدد کے لئے ایسے انتہائی قدم اٹھاتے ہیں وہ اپنے مقصد میں کس قدر کامیاب ہوئے۔ تو اس کے متعلق ایک سے زیادہ رائے نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنے مقصد میں اس بری طرح ناکام ہوئے ہیں کہ اس سے زیادہ ناکامی تصور میں بھی نہیں آسکتی۔ ان کے اس غلط اقدام سے ظالموں کا ظلم تو پس پردہ چلا گیا اور بزعم خویش مظلوموں کے حامیوں کا ظلم اس طرح سامنے آگیا کہ انہیں ہمیشہ نفرت سے یاد کیا جائے گا اور بین الاقوامی رائے میں یہ لوگ کبھی بھی مظلوم یا قابل ہمدردی نہیں سمجھے جائیں گے۔

اس معاملہ کا یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اس قسم کی دہشت گردی کے خلاف اپنی پوری طاقت سے سرگرم عمل ہیں۔ 11 ستمبر 2001ء کے بعد امریکہ اور اس کے حامیوں نے اپنی تمام کوششیں اور اپنے تمام ذرائع دہشت گردی کے قلع قمع کے لئے وقف کر دیئے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ دنیا کے باقی تمام مسائل حل ہوچکے ہیں اور صرف یہی ایک مسئلہ ہی باقی تھا جسے سُپر پاور حل کر کے ہی سانس لے گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ بڑی طاقتیں ٹنوں بارود اور کروڑوں ڈالر خرچ کرنے کے بعد اپنی ان کوششوں میں کہاں تک کامیابی حاصل کر سکی ہیں تو اس کا جواب بھی یقیناً یہی ہے کہ امریکہ اور اس کے حامی دہشت گردی کی مہم میں اسی جگہ پر کھڑے ہیں جہاں وہ 11 ستمبر 2001ء کو کھڑے تھے بلکہ ان کی ناکامی اور بدنامی میں کئی گنا اضافہ ہوچکا ہے اور اسی نسبت سے غریب ممالک کی مشکلات میں بھی برابر اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ یہ دوطرفہ ناکامی ﴿اِعْدِلُوْا﴾ یعنی انصاف کے طریق پر قائم نہ ہونے کی وجہ سے ہے اور جبتک انصاف کا دامن تھامتے ہوئے کمزور قوموں کے حقوق ادا نہیں کئے جائینگے یہی بھیانک صورت چلتی چلی جائے گی۔ اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَشِیْد۔

(عبدالباسط شاہد)

مرے خدا کوئی ایسا خیالِ برتر دے
جو میری روح کو بے انت درد سے بھر دے
مَیں تیری یاد کو دل کی گرہ میں باندھ رکھوں
یہ خوف ہے کہ تغافل کہیں نہ گم کر دے
دکھائی کچھ نہیں دیتا مجھے اندھیرے میں
جو آنکھیں دی ہیں تو پُر نور کوئی منظر دے
نہ آگے کوئی ہے بازار اور نہ باٹ کوئی
یہ نرم گرم جو سودا ہے طے یہیں کردے
اٹھائے پھرتے ہیں ڈولی کہار کب سے ظفؔر
خدارا روک انہیں اور مجھے مرا گھر دے

(صابر ظفرؔ)

احمدی نوجوانوں کا گیت

آگ جلتی رہے خون بہتا رہے
ہم کو دریا کے اُس پار جانا تو ہے
وقت کوئی بھی ہم سے تقاضا کرے
اُس تقاضے کو ہم نے نبھانا تو ہے
آخری خواب ہیں قرنِ آخر کا ہم
خادم احمدیت ہیں خدّام ہیں
زندگی ہم ترا دوسرا نام ہیں

ہم ہیں عشّاقِ دینِ شہِ انبیاؐ
قلب و جاں اپنے قرآن پر ہیں فدا
لاجرم ہم غلامِ مسیحؑ الزّماں
خاک پائے خلافت امین وفا
آسماں پر نگاہیں زمیں پر قدم
آخری خواب ہیں قرنِ آخر کا ہم
خادم احمدیت ہیں خدّام ہیں
زندگی ہم ترا دوسرا نام ہیں

اپنے کس بل ہیں سچائی کے زور پر
صبر و تسلیم کے ہم نے سیکھے ہنر
کفر و اسلام کی آخری جنگ میں
ہم نکل آئے سر پر کفن باندھ کر
عزم و ایماں کے جھکنے نہ دیں گے علَم
آخری خواب ہیں قرنِ آخر کا ہم
خادم احمدیّت ہیں خدّام ہیں
زندگی ہم ترا دُوسرا نام ہیں

جمیل الرحمن (ھالینڈ)

تقریر جلسہ سالانہ یوکے 2004ء

حضرت مسیح موعودؑ اور خدمتِ اسلام

(اخلاق احمد انجم۔مبلغ سلسلہ)

(اخلاق احمد انجم۔مبلغ سلسلہ)

(دوسری اور آخری قسط)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عظیم الشان خدمت اسلام کے کئی سنگ میل ہیں۔اس قلیل وقت میں ان خدمات کا جائزہ لینا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔

* سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

غیر مذاہب اور ادیانِ باطلہ پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کی بعض خدمات کا ذکر کر چکا ہوں۔اب بعض ان خدمات کا ذکر کرتا ہوں جو آپ نے اسلام پر اندرونی حملوں کے دفاع کے لئے کیں۔وہ اندرونی حملے کیا تھے؟امت محمدیہ جو لَاالٰہ اِلَّا اللّٰہ کی علمبردار تھی اب وہ ایک خدا کی عبادت کو نظر انداز کر کے قبروں کی پجاری بن گئی۔مکہ میں تو مٹی کے صرف تین سو ساٹھ بت رکھے گئے تھے یہاں تو ہر محلے اور گلی میں اپنی بغلوں میں بت دبائے ہوئے قبروں کو سجدے کئے جا رہے تھے ،خدائے واحد و یگانہ کی طرف جھکنے کی بجائے پیروں فقیروں سے مرادیں مانگیں جا رہی تھیں۔حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام اور مرتبہ کو کم کر دیا گیا۔قرآن کریم کے بارہ میں ناسخ ومنسوخ کی بحثیں چل رہی تھیں۔اس قسم کے حیران کن عقائد اور اعمال مسلمانوں میں داخل ہو چکے تھے۔ ایسے وقت میں حضرت مسیح موعودؑ خدمت اسلام کے میدان میں اترے اور آپ نے ان تمام باطل عقائد اور بدعات کا ردّ فرمایا اور ان کے بارہ میں اسلام کی پاک،صاف اور شفاف تصویر پیش فرمائی۔

کیا یہ خدمت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کم ہے کہ آپ کے متبعین قبروں پر سجدے کرنے کی لعنت سے محفوظ ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے جو ایک مؤحد جماعت صحابہ کی قائم کی تھی اسی کے نمونہ کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے غلاموں میں ایک دفعہ پھر زندہ کر دیا۔اور آپ نے اپنے متبعین کے دلوں میں ایک زندہ خدا کی وہی محبت ایک مرتبہ پھر قائم کر دی جو بلال،سمیہ،اور خبیب رضوان اللہ علیہم کے دلوں میں جاگزیں تھی۔اور تمام دنیا میں آپ نے یہ منادی فرمائی:

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں

پھر فرمایا:’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔اے محرومو!اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔‘‘(کشتی نوح صفحہ30)

پھر آپ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو قائم کیا۔آپ کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں بٹھایا۔آپ کی قوت قدسیہ اور فیضان کو جاری ثابت کیا یہ بھی ایک ایسی عظیم الشان خدمت اسلام ہے جس کو امت محمدیہ کبھی بھول نہیں سکتی۔

آپ نے فرمایا:

’’تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مَرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار،رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی....‘‘(سراج منیر صفحہ82)

پھر فرمایا’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اسکی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔‘‘ (تریاق القلوب صفحہ11)

امت محمدیہ میں قرون وسطیٰ سے یہ تصور چلا آ رہا تھا کہ نعوذ باللہ قرآن کریم کی بعض آیات ناسخ ہیں اور بعض منسوخ۔یہ ایک ایسا خوفناک تصور تھا جس کے نتیجہ میں قرآن کریم کا اعتبار ہی اٹھ جاتا تھا۔تیرہ صدیوں میں اگرچہ بعض سعید الفطرت مفسرین نے اس خطرناک تصور کو مٹانے کی کچھ ادنیٰ ادنیٰ سی کوششیں ضرور کیں مگر کسی مسلمان بزرگ کو یہ توفیق نہ ملی کہ وہ اسلام کے حسین چہرے سے اس داغ کو کلیۃً دھو سکے۔خدمت اسلام کا یہ شرف بھی صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ کے کامل غلام مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ہی حاصل ہوا۔آپ نے ہمیشہ کے لئے اس امر کا فیصلہ کر دیا کہ قرآن کریم بسم اللہ کی بـــاء سے لے کر اَلــنَّـاس کی سین تک قائم اور قیامت تک کے لئے قابل عمل ہے اور اس میں ہر ایک لفظ اور ہر ایک حرف اسی طرح محفوظ ہے جس طرح کہ نزول کے وقت تھا۔آپ نے فرمایا:

’’قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 279)

پھر آپؑ نے فرمایا:’’قرآن کریم خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔اور نہ کوئی کم ہو سکتا ہے۔‘

(روحانی خزائن جلد3صفحہ 170)

آپ نے قرآن کریم کی عظمت اور شوکت کو یوں قائم فرمایا کہ جابجا اپنی تصانیف تقاریر اور خطابات میں قرآن کریم کے غیر محدود معارف کا ذکر کیا اور وہ مسلمان جو قرآن کو غلافوں میں لپیٹ کر الماریوں اور طاقچوں کی زینت بنا چکے تھے آپ نے ان کو بتایا کہ تمام قسم کی بھلائیاں اور برکتیں قرآن کریم میں ہیں۔تمام صداقتوں کا منبع اور مورد قرآن کریم ہے قرآن ہی وہ چشمہ آب حیات ہے جو ہمیں زندگی عطا کرے گا اور یہی ایک محک ہے جس کے ذریعہ سے ہم راستی اور ناراستی میں فرق کر سکتے ہیں۔یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان اسلامی خدمات کا تذکرہ ہو رہا ہے اس میں جب تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ’تصور جہاد‘ کو شامل نہ کروں میرا یہ مضمون ادھورا رہے گا۔اسلام کے نورانی چہرہ پر اپنوں اور غیروں کی طرف سے یہ داغ لگایا گیا کہ اسلام جبر و تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اس کے پھیلانے کیلئے تلوار استعمال کی گئی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس داغ کو اسلام کے چہرہ سے نہ صرف صاف کیا بلکہ اسلام کا روشن اور معصوم نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔آپ نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں بتایا کہ اسلام نے اپنی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی۔اسلام جس جہاد کا حکم دیتا ہے وہ اپنے نفسوں کو پاک کرنے کا جہاد ہے وہ قرآن کی حسین تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کا جہاد ہے۔ اسلام ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی معصوم انسان پر تلوار اٹھائی جائے۔یہ تو امن اور آشتی کا پیغامبر ہے۔صلح اور محبت کا شہزادہ ہے۔تمام مذاہب کے بانیوں اور ان کے پیروکاروں کا احترام سکھاتا ہے۔ اور یہ اعلان کرتا ہے کہ ﴿ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ﴾یعنی دین کے معاملہ میں کسی قسم کوئی زبردستی نہیں ہوگی۔ پھر آپ نے یہ بھی بتایا کہ اسلام میں جو جنگیں ہمیں نظر آتی ہیں وہ مدافعانہ تھیں۔جب آنحضرت ﷺ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہاء تک پہنچ گئے اور آپ کے مخلص خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور خود آنحضرت ﷺ پر پتھر برسائے گئے یہاں تک کہ ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خون آلود کر دیا ان سخت ایام میں بھی آپ نے تلوار نہیں اٹھائی۔مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی تو پھر آپ ﷺ کو بھی مقابلہ کی اجازت دی گئی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا کہ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے۔اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہو سکتی۔آپ نے اس زمانہ کے مولویوں کو مخاطب کر کے فرمایا

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

آپؑ نے فرمایا:’’میں یہ بھی کھول کر کہتا ہوں کہ جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اپنے ثمرات انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئی ہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں۔اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ نبی ہیں۔‘‘(روحانی خزائن جلد20صفحہ274,273)

پھر آپؑ نے فرمایا:’’اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق و معارف و حجج براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں اسلئے وہ تمام لوگ آگاہ رہیں جو اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔اگر کسی کو شک ہے تو وہ میرے پاس رہ کر دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین اور نشانات سے دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلدسوم صفحہ176)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیش فرمودہ یہ تصور جہاد ہے جسے 11ستمبر 2001ء کے حالات کے بعد بہت سارے اسلامی ممالک بھی اپنانے پر مجبور ہو گئے ہیں اور کئی مسلمان سکالرز آپؑ کا نام لئے بغیر بعینہٖ آپ کے بیان فرمودہ تصور جہاد کا آج جب دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں تو اسلام ایک ایسا حسین،دلربا اور پیارا مذہب بن کر ابھرتا ہے جو ہر کسی کو سلامتی کی نوید سناتا دکھائی دیتا ہے۔اسی حسین تعلیم کا پرچار آج روئے زمین پر صرف اور صرف جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور لوگ دیوانہ وار جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ہم نے اپنے پیارے امام کے دورہ افریقہ اور دورہ کینیڈا کے نظارے MTA پر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ بتاؤ وہ کون سی تلوار تھی جو غانا اور بینن کے لوگوں پر چلائی گئی کہ وہ احمدیت حقیقی اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور اپنے پیارے امام سے والہانہ محبت کا اظہار کر رہے ہیں جس کا بیان الفاظ میں بہت مشکل ہے۔نائیجیریا اور بورکینا فاسو کے لوگوں پر کونسا جبر و تشدد کیا گیا ہے کہ وہ غریب لوگ جن کو ایک وقت کی روٹی بھی میسر نہیں وہ اپنے امام کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے میلوں کی مسافت طے کر کے جمع ہوئے تھے۔یہ سب کچھ محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے کہ ان کے دل اسلام کے لئے فتح ہو رہے ہیں۔ آپ کی سیرت کے اعلیٰ نمونے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ پروانوں کی مانند شمع احمدیت کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔

ملک مالی کے ایک امام کی محبت اور وارفتگی کا عالم آپ نے MTA پر دیکھا ہوگا جس کو جب مصافحہ کی سعادت نصیب ہوئی تو حضرت امیرالمؤمنین کے

دست مبارک کو چومتا اور اپنے چہرے پر ملتا اور اپنا سینا ننگا کر کے اپنے سینہ پر ملتا تھا تا یہ نور اس میں سرایت کر جائے۔اس شخص پر کوئی جبر وتشدد نہیں کیا گیا بلکہ خدا نے پانچ سال قبل اس کو کشفاً بتا دیا تھا انہوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں جن کے چہرہ مبارک سے نور کے سوتے پھوٹ رہے ہیں اور اس نور کی شعاعیں اتنی تیز تھیں کہ انکی آنکھوں میں ایک ہفتہ تک درد رہا۔ جب اس نے حضور انور ایدہ اللہ کو دیکھا تو بتایا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو پانچ سال قبل کشف میں دیکھا تھا۔

نبوت کے بعد سب سے بڑا مقام خلافت کا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت میں قیامت تک کے لئے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بنیاد رکھ کر ایک اور عظیم الشان خدمت اسلام سرانجام دی کہ آپؑ نے اپنی جماعت کے افراد کو قیامت تک اس حبل اللہ سے باندھ دیا ہے۔آپ نے اپنی زندگی میں اپنے متبعین کو یہ خبر دے دی کہ اسلام کی ترقی اور سربلندی کے لئے ایک ہی ہتھیار ہے جو سب ہتھیاروں سے بڑھ کر ہے اور وہ یہ کہ میرے بعد آنے والے وجودوں کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لو۔تمکنتِ دین صرف اور صرف خلفاء کے وجود سے وابستہ ہے۔

آپ فرماتے ہیں:"سوائے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔اور وہ دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے۔تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا۔جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد20صفحہ305,306)

آج صفحہ ارض پر سارے انسانی دماغ تمام مفکر اس ذریعہ تلاش میں ہیں کہ انسانیت کو کس طریق سے ایک نقطہ پر لا کر جمع کیا جائے۔حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کے سامنے یہ اصول پیش فرمایا کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہی تمام انسانوں کو ایک بنانے کا ذریعہ ہے یہ نقطہ صرف اور صرف خلافت احمدیہ کی آغوش میں آنے سے مل سکتا ہے خلافت احمدیہ ہی ہے جس نے وطنیت، قومیت، رنگتوں اور دولت کے امتیاز مٹا دئے ہیں اور ہر احمدی میں ایک ہی رنگ بھر دیا ہے، ایک دوسرے سے محبت کا رنگ۔ آج ہر قوم وملت کے احمدی کا ایک ہی نعرہ ہے۔خلافت احمدیہ زندہ باد۔حضرت امیرالمؤمنین زندہ باد۔اسلام زندہ باد۔آج ایک ہی صدا فضاؤں میں گونج رہی ہے اِنِّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر۔یہ واحدانیت یہ محبت اور یہ اطاعت کسی اور ذریعہ سے پیدا نہیں ہوسکتی۔یہ خاصیت نہ تنظیموں میں ہے نہ حکومتوں میں ہے اور نہ افراد میں ہے۔یہ صرف اور صرف خلافت حقہ اسلامیہ میں ہے۔اور یہی ہماری تمام تر ترقیات کی کلید ہے۔علم وعمل کی ترقی ہو یا زہد وعبادت، اس کی معراج بھی خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورہ افریقہ سے جو روحانی انقلاب پیدا ہوا اس میں سے چند ایمان افروز واقعات پیش خدمت ہیں۔ریجن گاوا کے ایک نومبائع مکرم آدما جا کیتے Adama Diakite لکھتے ہیں کہ ان کی عمر تقریباً ستر سال ہے اور جلسہ سے قریباً ایک ہفتہ قبل بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے ہیں انہوں نے نہایت رقت آمیز لہجے میں بتایا کہ مجھے لگتا ہے کہ میری پہلی تمام عبادتیں بے لذت تھیں جو لذت مجھے حضور انور کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوئی ہے نا قابل بیان ہے نیز کہنے لگے کہ حضور انور کے چہرہ پر ایک ایسا نور ہے جو واقعتاً صداقت کی نشانی ہے۔

واگادوگو کے ایک غیر احمدی دوست مائیگا سید طاہر جو جلسہ میں شامل ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مجھے تو جب حضور قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے ایسا لگتا تھا جیسے ابھی قرآن کریم کی آیات اتر رہی ہیں اور حضور کی تلاوت میرے دل پر اثر کر رہی تھی اور میں نے حضور سے مصافحہ بھی کیا میرا دل مطمئن تھا اور میں نے احمدیت کو قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ایک نومبائع ودراگو قاسم صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کو دیکھ کر میرا ایمان بڑھا اور اب احمدیت کی صداقت میرے دل میں گڑھ گئی ہے۔

ایک نومبائع ودراگو ابراہیم صاحب بیان کرتے ہیں ہمارے لئے ایک بہت بڑا موقع تھا ہم نے وہ دیکھا جو زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا اور ہم نے وہ سنا جو زندگی میں کبھی نہیں سنا تھا ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ حضور ہمیں ملنے آئیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی ایک اور عظیم الشان خدمت یہ کی کہ بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ حقیقی اسلام کی آئینہ دار جماعت تیار کی جو زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ ہے۔آپ نے اپنے متبعین کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت سے انہیں منور کیا۔قرآن کریم کی عزت اور احترام کو ان کے دلوں میں راسخ کیا، بنی نوع انسان کی ہمدردی اور اس سے محبت سے ان کے دلوں کو سرشار کیا۔ہر ایک وجود جو آپ کی بیعت میں آتا وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا اور پھر اس عہد کو ایسا نبھایا کہ وہ ایسے ہو گئے کہ اپنے نفسوں میں کھوئے گئے انہوں نے اپنے مالوں کو پانی کی طرح بہایا۔

اگر آج سے تیرہ سو برس قبل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس جماعت کو لا کھڑا کیا جائے تو اس جماعت میں بھی وہی اخلاص اور قربانی کی روح نظر آئے گی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں موجود تھی۔

آپؑ فرماتے ہیں:"

ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس (خدا) نے میری محبت بھر دی۔بعض نے میرے لئے جان دیدی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دئے گئے اور ستائے گئے۔اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنی نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دست بردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں۔جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو مجھے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا درحقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے تُو نے ان دلوں کو ایسے پرآشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشانِ عظیم الشان ہے۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22صفحہ:240)

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم ازکم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سنتے وقت اس قدر روتے ہیں کہ انکے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔میں ہزار ہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروؤں سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار ہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں۔اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں............مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں۔اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں" (ماخوذ از سلسلہ احمدیہ ص299)

پس اے مسیح موعود کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! آج آپ جو اس جلسہ میں جمع ہو آپ میں سے ایک ایک فرد مسیح محمدی کی خدمت اسلام پر گواہ ہے۔تم گواہ ہو کہ مہدی برحق نے اسلام کے لئے نفوس اور اموال کی قربانی دینے والی جماعت تیار کی ہے۔ہاں ہاں تم گواہ ہو کہ مسیح پاک نے ایسا بیج بویا ہے جس سے وہ سایہ دار شجر پھوٹا ہے جس کے سائے میں افریقہ کے سیاہ فاموں سے لے کر عرب کے ابدال تک، امریکہ کے سفید فاموں سے لے کر آسٹریلیا کے ایُرجینیز تک آرام کر رہے ہیں۔تم گواہ رہنا کہ مسیح پاک کی جماعت وہ جماعت ہے جس کے ذریعہ سے اسلام پھر زندہ ہو رہا ہے۔آج افریقہ کے براعظم سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرنے والے تم ہو.......... ہاں تم ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی یہ جو عظیم الشان خدمت کی ہے اس کا ایک شاندار اور قابل قدر اعتراف مسٹر محمد اسلم جرنلسٹ کے الفاظ میں سماعت فرمائیے:'

'اس جماعت کے اکثر افراد بمقابلہ باقی اسلامی فرقوں کے زہد وتقویٰ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور ان میں اسلام کی محبت کا جوش ایک صادقانہ پہلو لئے ہوئے ہے.... قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے دیکھی کہیں نہیں دیکھی...جو کچھ میں نے قادیان میں جا کر دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی۔"(ماخوذ از سلسلہ احمدیہ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

وہ دل، وہ بے قرار دل جو ضعفِ دین مصطفیٰ کا بے چین کر دینے والا غم لے کر اس کے دفاع کے لئے بے چین ہو کر اٹھا اور جس نے مذاہب عالم سے چومکھی لڑائی لڑی تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے جاء الحق وزھق الباطل کا فاتحانہ جھنڈا میدان میں گاڑتے ہوئے اسلام کے عظیم الشان غلبہ کی خوشخبری یوں سنائی:

"اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

وآخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العالمین

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔ کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔

ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بھترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھے۔

ہمارا ہر قول اور ہر فعل، اٹھنا بیٹھنا اللہ کی رضا کے مطابق ہو۔

جن نیکیوں میں آگے بڑھنے کی احمدیوں سے توقع کی جاتی ہے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔اپنی پوری استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ نیکیاں کرنے کی طرف توجہ دیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۱۰/ ستمبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۰/تبوک ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام بیت السلام، برسلز (بلجیم)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ۔اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا۔اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (سورۃ البقرہ آیت :149)

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ، تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔یقیناً اللہ ہر ایک چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ نیکیوں پر قائم ہو اور نہ صرف نیکیوں پر قائم ہو بلکہ ان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش بھی کرے۔تو جب آپس میں ایمان لانے والوں کو نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا حکم ہے تو پھر یہ کس طرح برداشت ہو سکتا ہے کہ غیروں کے مقابلے میں کسی بھی قسم کی کوئی بھی نیکی ان کی کم ہو اور وہ دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کریں۔کیونکہ نیکی کرنا اور نیک اعمال بجالانا تو صرف مومن کا ہی خاصہ ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ وہ اللہ کے نزدیک بہترین مخلوق ہے۔جیسا کہ فرماتا ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ۔اُوْلٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾ (البینۃ: 8) یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے یہی ہیں وہ جو بہترین مخلوق ہیں۔کیونکہ اب اسلام قبول کر کے اور ان لوگوں میں شامل ہو کر جن میں شامل ہونے کی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی تھی، حکم دیا تھا، مسیح و مہدی کو مان کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ مضبوط بندھن اور تعلق کا اگر دعویٰ کرتے ہیں تو آپ کے لئے اگر کامیابی کی کوئی راہ ہے اور آپ اگر اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر صرف اور صرف یہی راستہ ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھیں۔یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تم مسلمان ہو اور پکے مسلمان ہو تو تمہیں خوشی سے اچھلنا چاہئے، خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک راستہ دکھا دیا جو اس کی طرف لے جانے والا ہے۔دنیا میں مختلف تنظیمیں بنتی ہیں، ایسوسی ایشنیں بنتی ہیں ان کا کوئی نہ کوئی مطمح نظر ہوتا ہے، کوئی ماٹو ہوتا ہے۔اور کوشش کرتی ہیں کہ اس کو حاصل کریں اور پھر انفرادی طور پر بھی انسان اپنی زندگی کو ایک مقصد بناتا ہے، اس کے بارے میں سوچتا ہے اور پھر اس کے حصول کے لئے کوشش بھی ہوتی ہے۔لیکن ان سب کا جو مقصد ہے وہ دنیاداری ہے کیونکہ کسی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں ہے کہ یہ مقاصد حاصل کرنے کے بعد تمہارا انجام بخیر ہو گا۔کوئی ضمانت نہیں ہے۔لیکن ہمارے سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم اسلام پر اسی طرح عمل کر رہے ہو جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور اس کی وضاحت اور تشریح زمانے کے امام نے کی ہے تو نہ صرف یہ نیکیاں قائم کر کے تم دنیا میں بہترین مخلوق ہو بلکہ اگلے جہان میں بھی اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہو، فلاح پانے والے ہو۔چنانچہ دیکھ لیں یہ تنظیمیں بظاہر جو بڑے بڑے مقاصد لے کر اٹھتی ہیں، ملکوں میں صلح کرانے کا دعویٰ لے کر اٹھتی ہیں، بظاہر نیک کام کے لئے بنی ہوتی ہیں لیکن کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی نہیں اس لئے جو یہ دعویٰ لے کر اٹھی تھیں کہ ہم دنیا میں نیکیوں کو پھیلائیں گے اور امن قائم کریں گے، کچھ بھی نہ کر سکیں۔کیونکہ نیکی تو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے پیدا ہوتی ہے۔وہ کیونکہ ان میں نہیں تھی اس لئے نیکیوں پر قائم نہ رہ سکے۔ذاتی، ملکی اور ہر قوم کے قومی مفاد آڑے آ گئے اور دوسری جنگ عظیم کو بھی نہ روک سکے۔اور پھر یو این او (U.N.O) بنی لیکن وہ بھی دیکھ لیں اب چند قوموں کے ہاتھوں میں ہے۔اب پھر حالات اسی نہج پر چل رہے ہیں، غریب ملکوں کو ایک طرح سے یرغمال بنا کر ان پر ظلم کئے جا رہے ہیں۔ان کے وسائل کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی من مانی شرطیں منوائی جاتی ہیں۔اپنے مفاد حاصل کرنے کے لئے ان کو نام نہاد امداد دی جاتی ہے۔پھر ان کے وسائل کو اپنے ملکوں کی ترقی کے لئے خرچ کیا جاتا ہے اور غریب ملکوں کے عوام غربت اور فاقے کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں اور کر رہے ہیں۔اگر کوئی آواز اٹھائے تو اسے بندوق کی نوک پہ چپ کرایا جاتا ہے۔اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم دنیا میں امن قائم کر رہے ہیں اور نیکی پھیلا رہے ہیں، غریب انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں، یہ سب جھوٹے دعوے اور ڈھکوسلے ہیں۔یہ لوگ اس طرح کر ہی نہیں سکتے۔آج اگر حقیقت میں نیکیاں قائم کر سکتے ہیں تو پکے اور سچے مسلمان ہی کر سکتے ہیں۔اور سچے مسلمان سوائے احمدی کے کوئی نہیں۔کیونکہ انہوں نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام کو مانا ہے۔

چنانچہ دیکھ لیں تمام مسلمان ممالک باوجود اس کے کہ بعض کے پاس وسائل بھی ہیں، نیکیاں نہیں کر سک رہے۔ایک دوسرے کا خیال نہیں رکھ سک رہے۔غریب کی امیر ملک کوئی خدمت نہیں کرتے۔ان کی ان کے دل میں کوئی فکر نہیں۔اپنی امارت سے غریب بھائیوں کی، غریب ملکوں کی مدد کرنے کی بجائے خود اپنے نفس کی ہوس میں مبتلا ہیں۔اور جتنے پیسے والے مسلمان ممالک ہیں ان کو دیکھ لیں یہ سوائے اپنی دولت اکٹھی کرنے کے یا غریب ملک میں جس کو اختیار مل جائے وہ اپنی ذات کے لئے دولت اکٹھی کرنے کے اور کچھ نہیں کرتا۔نہ حقوق اللہ کی فکر ہے، نہ حقوق العباد کی فکر ہے۔اور اگر ان میں سے کوئی اسلام کی خدمت کا دعویدار ہے بھی، اگر کوئی دعویٰ لے کر اٹھتا بھی ہے تو وہ صرف یہ سمجھتا ہے کہ تشدد سے ہی اسلام کا غلبہ ہو گا۔اور صرف تشدد پسندی توپ، بندوق کے گولے کے علاوہ بات نہیں کرتا۔اور یہ لوگ اسلام کے حسن کو دکھانے کی بجائے اس کی نہایت بھیانک شکل پیش کرنے والے ہیں۔تو یہ لوگ تو نیکیاں قائم کرنے والے نہیں ہیں اور ہو بھی نہیں سکتے۔کیونکہ جب انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی نافرمانی کی اور آپؐ کے غلام صادق کو اور آپؐ کے عاشق صادق کو نہ صرف مانا نہیں بلکہ اس کی مخالفت بھی کی اور اس میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور اپنے ذاتی اور دنیاوی مفاد کو دین پر مقدم رکھتے ہوئے انہیں کو ترجیح دی اور اس کے علاوہ کوئی ذہن میں خیال نہیں ہے۔پھر یہ کہ دینی معاملے میں بھی جو تھوڑا بہت دین تھا اس میں بھی دنیا غالب آ گئی۔اور خدا کے خوف کے بجائے، خدا کے خوف سے زیادہ مُلّاں کے خوف کو دل میں جگہ دیتے ہوئے مُلّاں کے پیچھے چل پڑے تو پھر کس طرح نیکیوں میں بڑھنا ان کا مطمح نظر ہو سکتا ہے۔

آج اگر نیکیوں میں بڑھنا کسی کا مطمح نظر ہے تو صرف احمدی کا ہے۔اور جیسا کہ میں نے کہا نیکیاں کیا ہیں جن میں بڑھنا ہے، جن میں دوسروں سے آگے نکلنا ہے۔کیا نیکیاں دوسرے نہیں کر رہے اور آج ہر احمدی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کرے۔وہ نیکیاں یہ ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔حقوق اللہ کی ادائیگی کیا ہے۔حقوق اللہ کی ادائیگیاں یہ ہیں کہ اللہ کا خوف اور اس کی خشیت دل میں رکھتے ہوئے اس کی عبادات بجالائیں اور کوئی موقع اس کی عبادت کا اس کا قرب پانے کا اس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر کرنے کا نہ چھوڑیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نمازوں کو جو اس کا حق ہے اس طرح ادا کرو۔ مردوں کے لئے نمازوں کا یہ حق ہے کہ پانچ وقت مسجد میں جا کے باجماعت ادا کی جائیں۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں یہ ادا کرنی مشکل ہیں، ہر جگہ مسجد نہیں ہوتی۔ مسجد نہیں ہوتی تو کوئی نہ کوئی جگہ تو ہوتی ہے۔ مسلمان کے لئے تو ساری زمین ہی مسجد بنائی گئی ہے۔ کام کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت کام چھوڑنا بڑا مشکل کام ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں تھا کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں ملازم پیشہ کو اور کاروباری لوگوں کو کام بہت زیادہ کرنا پڑے گا اور لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ تو غیب کا علم جانتا ہے اس کے تو علم میں ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے اور سو سال کے بعد کیا ہونے والا ہے اور ہزار سال کے بعد کیا ہونے والا ہے۔ اور اس کے بعد کیا ہونا ہے اور کیسا زمانہ آنا ہے لیکن اس کے باوجود فرمایا کہ نمازوں کی طرف توجہ کرو گے تو نیکیوں پر قدم مارنے والے کہلاؤ گے، نیکیوں پر چلنے والے کہلاؤ گے۔ ورنہ مسیح و مہدی کو ماننے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کے باوجود کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا ہے، نیکیاں قائم کرنے والے اور نیکیوں پر عمل کرنے والے نہیں ہو گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو بڑا واضح حکم دیا ہے کہ نمازوں کو قائم کرو۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور:57)۔ نماز قائم کرو۔ اس کو مسجد میں جا کر ادا کرو۔ زکوٰۃ دو۔ رسول کی اطاعت کرو۔ زکوٰۃ بھی ایک قربانی ہے ایک نیکی ہے۔ رسول کی اطاعت یہی ہے کہ جو بھی احکامات دیئے وہ کرو۔ تم اس طرح یہ نیکیاں کرو گے، نمازیں وقت پہ اور باجماعت ادا کرو گے تو پھر تم پر رحم کیا جائے گا۔ ورنہ نہ تم رحم کی توقع رکھو اور نہ ہی تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ ہم نیکیوں پر قائم ہیں۔ کیونکہ نیکی پر چلنے والے، نیکی میں بڑھنے والے اس وقت کہلاؤ گے جب وقت پر نماز ادا کر رہے ہو گے، کیونکہ وقت پر نماز ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النساء:104) کہ نماز یقیناً مومنوں پر وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔ تو نیکی یہی ہے کہ ایک تو نمازیں باجماعت ادا کی جائیں، دوسرے وقت پر ادا کی جائیں۔ اگر دنیا کی چکا چوند، کام کی مصروفیت، پیسے کمانے کا لالچ نمازوں سے روکتا ہے تو یہ نیکی نہیں ہے۔ اس لئے اپنی فکر کرو۔

صحابہ کرامؓ نیکیوں میں بڑھنے میں کس قدر فکر کیا کرتے تھے۔ ایک حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک دفعہ مالی لحاظ سے کم اور غریب صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے شکوے اور شکایت کے رنگ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح امراء بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں۔ اسی طرح امراء بھی روزے رکھتے ہیں۔ جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں اسی طرح امراء بھی جہاد کرتے ہیں۔ مگر یا رسول اللہ! ایک زائد کام وہ کرتے ہیں۔ وہ صدقہ خیرات بھی دیتے ہیں جو ہم اپنی غربت اور ناداری کی وجہ سے نہیں دے سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس پر چل کر ہم اس کمی کو پورا کر سکیں۔ آپؐ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ لیا کرو۔ یہ صحابہؓ بڑے خوش کہ اب ہم بھی امراء کے برابر نیکیوں میں آ جائیں گے۔ انہوں نے اس طریق پر عمل شروع کر دیا مگر کچھ دنوں کے بعد امیروں کو، اس طریقۂ عبادت کا بھی پتہ لگ گیا۔ اور انہوں نے بھی اسی طرح تسبیح و تحمید شروع کر دی۔ یہ صحابہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شکایت کی کہ ان امراء نے بھی یہ طریق شروع کر دیا ہے۔ اور پھر ہمارے سے آگے نکل گئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نیکی کی توفیق دے رہا ہے تو میں اس کو کس طرح روک سکتا ہوں۔

تو دیکھیں اس تڑپ کے ساتھ صحابہ نیکیوں میں بڑھنے کے لئے نیکی کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ان میں بڑے بڑے کاروباری بھی تھے، بڑے پیسے والے بھی تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم کہ 'نیکیوں میں سبقت لے جاؤ' اس حکم پر اس طرح ٹوٹ کر عمل کرتے تھے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نیکیوں کی کس طرح قدر کی ہے اور انفرادی اور جماعتی دونوں طرح سے انہیں خوب نوازا۔ تو جیسا کہ اس حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے تحت صحابہؓ امیر ہوں یا غریب نماز، روزہ، جہاد، صدقات ہر ایک نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ حقوق اللہ بھی ادا کرنے والے تھے اور حقوق العباد بھی ادا کرنے والے تھے۔ اپنے مالوں کو بھی صدقہ و خیرات کر کے اللہ کی مخلوق کی خدمت کیا کرتے تھے۔ تو یہ نیکیوں میں بڑھنا آج ہم احمدیوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ ہمیں اپنی نمازوں کو بھی قائم کرنا ہو گا، ان کو بھی سنوارنا ہو گا اور حقوق العباد بھی ادا کرنے ہوں گے۔

یہ حقوق العباد کیا ہیں؟ اپنے رشتہ داروں سے، عزیزوں سے حسن سلوک کرنا۔ پھر ان میں سب سے پہلے اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنا، بیویوں کو خاوند کے حقوق ادا کرنا، میاں بیوی کو ایک دوسرے کے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا، غرباء کی دیکھ بھال کرنا، جماعت میں بھی اس کا ایک وسیع نظام موجود ہے۔ اس کے تحت مالی قربانی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے وسیع پیمانے پر غرباء اور بیوگان کی مدد کی جاتی ہے، یتامیٰ کی مدد کی جاتی ہے اس میں حصہ لیں۔ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا۔ کاروباری شراکتوں میں بھی بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ جھگڑوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ ایک احمدی کو تو کبھی سوچنا بھی نہیں چاہئے کہ وہ دھوکے سے کسی دوسرے کا مال کھائے گا اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اس لئے ہمیشہ استغفار کرتے ہوئے، اس سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے۔ جب اس طرح توجہ سے ہر احمدی نیکیوں پر قائم ہونے کی کوشش کرے گا تبھی وہ اس دعوے میں سچا ہو سکتا ہے کہ ہم نہ صرف نیکیوں پر قائم رہنے والے ہیں بلکہ اس کو پھیلانے والے ہیں۔ اور نیکیوں کو اختیار کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والے ہیں۔ ورنہ تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ آج کل کے دنیا داروں اور دنیاوی تنظیموں کی مثال ہو گی۔ ہمارا بھی وہی حال ہو جائے گا، خدا نہ کرے کہ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔

یہاں مجھے یاد آ گیا۔ یورپ کے ایک ملک کے بڑے منجھے ہوئے اور سلجھے ہوئے سیاستدان ہیں، مجھے ملنے آئے کہ میں ابھی ایک ملک سے جنیوا سے یا کسی اور جگہ سے دورہ کر کے آ رہا ہوں۔ اور ایک کمیٹی یورپین ملکوں کی بنائی گئی ہے کہ کس طرح غریب ملکوں کی مدد کی جائے اور ہم نے بڑا پلان بنایا ہے اور منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے بتایا کہ ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ میں نے ان سے کہا کہ بڑی اچھی نیکی کی بات ہے، ضرور کرنا چاہئے۔ امیر ملکوں کو غریب ملکوں کی مدد کرنی چاہئے لیکن یہ بتائیں کہ یہ ان یورپین ممالک کا پہلا منصوبہ ہے یا پہلے بھی ماضی میں اس جیسے منصوبے بن چکے ہیں۔ تو انہوں نے کہا ہاں ہاں ماضی میں بھی بہت منصوبے بنے ہیں۔ میں نے کہا مجھے پہلے یہ بتائیں کہ ماضی کے جو منصوبے ہیں، ان منصوبوں کا کیا انجام ہوا۔ کتنے ملکوں کی یا کتنے لوگوں کی آپ نے اس منصوبے کے تحت غربت ختم کی ہے۔ کیا یہ منصوبے سنجیدگی سے چلے؟ تو کہنے لگے بڑا مشکل سوال ہے۔ ان کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں۔ وہ بھی ہنس پڑیں کہ اب جواب دو اس کا۔ ان کی اہلیہ نے ذاتی طور پر خود، این جی او (N.G.O) بنائی ہوئی ہے اس کے ذریعہ افریقن ممالک میں جا کر مدد کرتی ہیں۔ بعض بڑے دور دراز علاقوں میں بھی گئی ہوئی ہیں۔ میں نے جا کے جب پتہ کیا تو پتہ لگا کہ وہاں وہ واقعی آتی ہیں۔

تو بہر حال اگر ذاتی طور پر کوئی سنجیدگی بھی ہے تو کیونکہ ملکوں کی تنظیم کے ساتھ یہ سارا کاروبار وابستہ ہے اس لئے وہ خود کچھ نہیں کر سکتا۔ تو یہ دنیاوی تنظیمیں جو ہیں اپنے مفاد کی خاطر خدمت بھی کرتی ہیں، نہ کہ نیکی کے لئے، نہ کہ نیکی میں آگے بڑھنے کے لئے۔ جیسا کہ میں نے کہا بعض لوگ ان میں انفرادی طور پر نیک بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن کچھ کر نہیں سکتے۔ اور ان تنظیموں کے پروگرام بھی اس وقت تک چلتے ہیں جب تک اپنے مفاد ہوں۔ نہیں تو اگر مفاد نہ ہو اور خدمت کا جذبہ ہو تو ان ملکوں میں بے انتہا کھانے پینے کی چیزیں ضائع ہوتی ہیں۔ ان کو ضائع کرنے کی بجائے ان غریب ملکوں میں بھیجنے کا انتظام کر دیں تو بہت سوں کے پیٹ بھر سکتے ہیں۔ انسانیت کی بے انتہا خدمت ہو سکتی ہے۔ لیکن مقصد ان کے یہ نہیں ہیں۔ کیونکہ نیکیاں کر کے اللہ کی رضا تو مقصد نہیں ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس کی بڑی تفسیر فرمائی ہے۔ اس میں سے کچھ خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ یہ حکم جو ہے کہ ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ﴾ اس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں کہ درحقیقت اسلام اور دوسرے مذاہب میں جہاں اور بہت سے امتیازات ہیں جو اس کی فضیلت کو نمایاں طور پر ثابت کرتے ہیں وہاں ایک فرق یہ بھی ہے کہ دوسرے مذاہب صرف نیکی کی طرف بلاتے ہیں مگر اسلام استباق کی طرف بلاتا ہے۔ اول تو نیکی اختیار کرو اور پھر نیکیوں میں استباق کرو۔ اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں استباق کا لفظ رکھا ہے جس میں بظاہر سرعت اور تیزی نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ لغت کے لحاظ سے دو آدمی اگر سست بھی چل رہے ہوں لیکن ایک دوسرے سے آگے نکل جائے تو اس نے استباق کر لیا۔ فرماتے ہیں کیونکہ یہاں ہر شخص کے لئے حکم ہے کہ وہ استباق کرے۔ اب اگر ایک شخص کوشش سے آگے بڑھے تو دوسرے کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ بھی آگے بڑھے تو جب وہ اس سے آگے

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611　　Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

بڑھے گا تو پہلے والے کی کوشش ہوگی کہ اس سے آگے بڑھے تو ہر ایک کو کیونکہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کا حکم ہے اس طرح نیکیاں کرنے کی ایک دوڑ ہوگی۔ جس طرح جو روایت بیان کی ہے اس میں آتا ہے کہ صحابہؓ نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اور جیسا کہ روایت بیان کی گئی ہے بڑے پریشان ہوتے تھے کہ فلاں ہمارے سے آگے کیوں نکل گیا۔

پس ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تعلیم کے مطابق نیکیوں میں آگے بڑھے اور اس بڑھنے کی طرف کوشش کریں، توجہ دیں۔ اور اپنی پوری استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ نیکیاں کرنے کی طرف توجہ دیں۔ ہر ایک کی اللہ تعالیٰ نے مختلف استعدادیں رکھی ہیں۔ کم از کم ان کے مطابق تو ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے۔ اور پھر یہ ہے کہ ان نیکیوں میں بڑھنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ ایک جب نیکیوں کے مقام پر پہنچے تو دوسرے کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کرے کیونکہ وہ بھی حکم ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ تو اس طرح نیکیوں میں بڑھنے کی دوڑ بھی لگی رہے گی۔ اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے نیکی کی جاگ بھی لگے گی۔ اس میں حسد نہیں ہوگا۔ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں ہوگی بلکہ نیکی کرنے کی کوشش ہوگی۔ اس طرح جب آپ تبلیغ کریں گے اور جب نیکیاں کرنے کے لئے دوسروں کو اپنے ساتھ ملائیں گے اور برائی کے خاتمے کی کوشش کریں گے تو فرمایا جب اس طرح کرو گے تو تم یہ نہ سمجھو کہ اگر تم نیکیاں نہیں کرو گے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نہیں، بلکہ ایک دن تم نے اللہ کے پاس آنا ہے اور تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے اپنے پاس لے آئے گا۔ اگر تم سست ہو نیکیوں کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہو تو تمہیں ان غفلتوں کا جواب دینا ہوگا کہ تم نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کی جماعت میں شامل ہو کر نیک اعمال بجالائیں گے۔ شرائط بیعت کی پوری پابندی کریں گے۔ لیکن عملاً تمہاری حالت ایک غافل انسان کی سی ہے۔ نہ تم نے حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف توجہ کی، نہ تم نے حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ دی اور اگر تم یہ کر رہے ہو تو پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ تم فلاح پانے والے ہو گے، کامیاب ہو گے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہو گے اور اپنی کمزوریوں کے باوجود یہ نیکیاں کر رہے ہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے اس جذبے کی قدر کرتے ہوئے تمہیں نیکیوں کی توفیق دیتا چلا جائے گا کیونکہ وہ قادر خدا ہے۔ پس اب بھی وقت ہے، نیکیاں کرنے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ آہستہ آہستہ نیکیوں میں آگے بڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک کی صلاحیتوں اور استعدادوں کا بھی علم ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہر ایک کی اپنی اپنی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ تم نے ایک ہی چھلانگ میں تمام نیکیاں حاصل کر لینی ہیں، تمام نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کر لینے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ تمہاری کامیابی اس میں ہے کہ تسلسل کے ساتھ نیکیوں میں قدم بڑھاتے رہو۔ تمہارے قدم رکیں نہیں۔ برائیوں کو پیچھے چھوڑتے جاؤ اور نیکیوں میں بڑھتے جاؤ۔ اور پھر ہر ایک اپنے سے زیادہ نیکی کی طرف، نیک عمل کرنے والے کی طرف دیکھے۔ یہی حکم ہے اور اس سے نیکیوں میں مسابقت کی روح پیدا ہوتی ہے۔ لیکن وہی جیسا کہ میں نے پہلے کہا مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے مستقل مزاجی شرط ہے۔ ایک تسلسل سے کام کرنا ہوگا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ بہترین نیکی وہ ہے جس پر انسان استقلال کے ساتھ قائم رہے جو حالت بطور ایک دورہ کے ہوتی ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ ایک مرض کا نشان ہوتی ہے۔ جس طرح ایک دماغی مرض والا انسان کبھی ہنسے تو ہنستا ہی چلا جاتا ہے، رونے لگے تو روتا ہی چلا جاتا ہے، کھانے لگتا ہے تو کھاتا ہی رہتا ہے، اگر سوتا ہے تو سوتا ہی رہتا ہے اور جاگنے لگے تو ہفتوں اسے نیند نہیں آتی۔ ان تمام باتوں میں اُس کے ارادے کا دخل نہیں ہے۔ اور کسی فعل پر اسے سزا نہیں دی جاتی۔ اسے کوئی نہیں پوچھتا کہ اس قدر روتا یا ہنستا کیوں ہے بلکہ اس کا علاج کرتے ہیں اس کا رونا رنج پر اور ہنسنا خوشی پر دلالت نہیں کرتا۔ سونا غفلت کی اور بیداری ہوشیاری کی دلیل نہیں ہوتی۔ اسی طرح روحانی حالت میں بھی انسان پر ایسے اوقات آتے ہیں جب وہ کسی بیرونی اثر یا دماغی نقص کی وجہ سے ایک خاص حالت کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ اگر نماز پڑھنی شروع کرتا ہے تو حد ہی کر دیتا ہے لیکن کچھ عرصے کے بعد اگر اس کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ بالکل چھوڑ چکا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا نمازیں پڑھنا روحانی حالت کی ترقی کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ اگر خدا کے لئے وہ پڑھتا تو چھوڑ نہ دیتا۔ وہ ایک بیماری تھی، جس طرح زیادہ کھانے اور زیادہ سونے کی بیماری ہوتی ہے۔ اس طرح زیادہ نمازیں پڑھنے کی بیماری بھی ہو سکتی ہے۔ (خطبات محمود جلد نمبر 13 صفحہ 432) تو نیکی یہ نہیں ہے کہ کچھ وقت کے لئے کی اور بے انتہا کی اور چھوڑ دی۔ بلکہ مستقل مزاجی سے کی جائے، اس میں استقلال ہو۔ پس نیکی کرو اپنی طاقت کے مطابق کرو اور پھر اس میں بڑھتے چلے جاؤ۔ مستقل مزاجی دکھاؤ۔ بعض لوگوں کو جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا دورہ کی طرح نیکیاں کرنے کا جنون ہوتا ہے۔ نہ بھی کوئی دماغی عارضہ ہو تب بھی ایک فیز (Phase) آتی ہے اور پھر بالکل ہی جنون میں دوسری طرف نکل جاتے ہیں۔ اور اگر نمازیں نہ پڑھنے کا کسی آدمی کی وجہ سے دھکا لگ جائے، کسی عہدیدار کی وجہ سے، امام الصلوٰۃ کی وجہ سے، کسی لڑائی کی وجہ سے، کسی سے کسی رنجش کی وجہ سے تو پھر اللہ کی عبادت کرنا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں سامنے آجاتی ہیں یا بعض لوگ ایسے بناوٹی نیک ہوتے ہیں کہ انہیں خیال آجاتا ہے کہ ہم نے بہت نیکیاں کر لیں، اب ضرورت نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ یہ نہیں ہے، نیکی وہ ہے جس میں بڑھتے چلے جاؤ اور مرتے دم تک نیکیاں کرنے کی کوشش کرتے چلے جاؤ اور ان میں بڑھنے کی کوشش کرتے جاؤ۔ اسی میں تمہاری فلاح ہے، اسی میں تمہاری کامیابی ہے اور اسی سے تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف روایات میں مختلف نیکیوں کو ادا کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے کہ کس طرح ان کو ادا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے اور اس میں خوشخبریاں بھی دی ہیں۔ چند روایات پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا گُر بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز باجماعت پڑھو، زکوٰۃ دو اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو۔ (مسلم كتاب الايمان باب بيان الايمان الذى يدخله به الجنة) تو پہلی شرط تو ایک مومن کے لئے یہی ہے کہ خدا کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، کام، کاروبار، ملازمت، بیوی، بچے، دنیاوی تعلقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں روک نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں روک نہ بنیں۔ اور اس کے بعد سب سے اہم حکم یہ ہے کہ نماز پڑھو جیسا کہ پہلے بھی میں بتا آیا ہوں کہ اس طرف بہت توجہ دو۔ زکوٰۃ دو، مالی قربانی کرو تاکہ جماعتی ضروریات کا بھی خیال رکھا جا سکے اور غرباء کی بھی مدد ہو سکے۔ اس کے لئے جماعت میں چندے کا نظام بھی قائم ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے لے کر آج تک خلفاء مختلف وقتوں میں چندوں کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ کچھ عارضی تحریکیں ہوتی تھیں، کچھ مستقل ہوتی تھیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک احمدی کو ماہوار باقاعدہ بھیجنا چاہئے۔ زکوٰۃ تو ایسا چندہ ہے جو ہر ایک پر لاگو بھی نہیں ہوتا، ہر ایک کے لئے واجب بھی نہیں ہے۔ لیکن جماعتی ضروریات پوری کرنے کے لئے دوسرے چندوں کا نظام جماعت میں قائم ہے۔ اس طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔ مالی قربانی کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے بنیادی حکموں میں سے ایک ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ﴿ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ﴾ کے بعد فرمایا ہے ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾۔ مومن وہی ہیں اور نیکیاں بجا لانے کی دوڑ میں شامل وہی لوگ ہیں جو اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ یہ نہیں کہ جب مالی قربانی کا سوال اٹھے تو بہانے بنانے شروع کر دیئے کہ ہم خود ہی جماعت کی براہ راست فلاں فلاں قربانی کر رہے ہیں۔ کام کر رہے ہیں یا اپنے کسی عزیز کی خدمت کر رہے ہیں اس لئے ہمیں چندوں سے چھوٹ مل جانی چاہئے۔ تو یہ نیکیوں میں پیچھے رہنے والی باتیں ہیں اور نفس کے بہانے ہیں۔ پھر فرمایا کہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو۔ ان کا خیال رکھو، ان کے جذبات کا بھی خیال رکھو، ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھو۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ وہ مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ سے دور رکھے، آپؐ نے فرمایا تم نے ایک بہت بڑی اور مشکل بات پوچھی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہ

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment.

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

آسان بھی ہے۔فرمایا: تُو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔نماز پڑھ،۔باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کر،۔رمضان کے روزے رکھ۔اگر زادراہ ہوتو بیت اللہ کا حج کر، اگر اجازت ہو، وسائل بھی ہوں اور امن بھی ہوتو حج کرو۔پھر آپؐ نے یہ فرمایا:' کیا میں بھلائی اور نیکی کے دروازے کے متعلق تجھے نہ بتاؤں۔سنو روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔صدقہ گناہ کی آگ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھنا اجرعظیم کا موجب ہے۔پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی ﴿تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُم عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدہ:17) کہ اُن کے پہلو اُن کے بستروں سے تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے الگ ہو جاتے ہیں۔پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو سارے دین کی جڑ بلکہ اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔آپؐ نے فرمایا: دین کی جڑ اسلام ہے۔اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔پھر آپؐ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں۔میں نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔آپؐ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا اسے روک کر رکھو۔میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں کیا اس کا بھی ہم سے مؤاخذہ ہوگا۔آپؐ نے فرمایا: عربی کا محاورہ ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ' تیری ماں تجھ کو گُم کرے'۔یعنی جب کسی کو افسوس سے کچھ کہنا ہو یا تاسف سے اس وقت یہ فقرہ بولا جاتا ہے کہ لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیوں یعنی اپنے برے بول اور بے موقع باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں۔(ترمذی ابواب الایمان باب فی حرمۃ الصلوٰۃ)

اس میں پہلی روایت کے علاوہ بھی چند باتوں کا ذکر ہے۔یعنی رمضان کے روزے اور حج۔پھر کیونکہ آپؐ میں امت کو سیدھے راستے اختیار کروانے کے لئے نیکیوں پر قائم کرنے کے لئے ایک تڑپ تھی اس لئے اور بہت سی نیکیوں کی باتیں آپؐ نے خود کھول کھول کر بیان کر دیں۔کہ روزہ تمہیں گناہوں سے بچائے گا صدقہ خیرات، مالی قربانی تمہیں آگ سے بچائے گی، تہجد پڑھنا بہت بڑے اجر کا باعث ہوگا، پھر اس کی چوٹی جہاد بتایا اور اس زمانے میں جہاد کیا ہے، کیونکہ تلوار کا جہاد تو حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے بعد اب ختم ہو گیا جنگ اور قتال کو تو آپؑ نے دین کے لئے حرام قرار دے دیا۔یہاں جہاد سے مراد اپنے نفس کے خلاف جہاد ہے۔نفس کو برائیوں سے روک کر نیکیوں پر قائم کرنے کا بلکہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کا جہاد یہاں مراد ہے۔مالی قربانیوں کا جہاد مراد ہے۔دلائل سے دشمن کا منہ بند کرنے کا جہاد مراد ہے۔آج دجال نے اپنی چالوں سے مسلمانوں کو اپنے دین سے لاتعلق کر دیا ہے۔اس دجال کے خلاف اسی طرح کا ہتھیار استعمال کرتے ہوئے، اس سے وہ جہاد کرنا مراد ہے۔وہ تو اپنے لٹریچر کے ذریعے سے جہاد کر رہے ہیں۔تو جماعت احمدیہ بھی لٹریچر کے ذریعہ سے ہی جہاد کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کا جہاد مراد ہے۔اور انہی چیزوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد اکبر قرار دیا ہے۔پھر جو دین کا خلاصہ آپ نے بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ اپنی زبان سے ہمیشہ اچھے کلمات نکالو۔نیکی کی تعلیم دو۔لوگوں کو کبھی اپنی زبان سے دکھ نہ دو، کبھی کسی کے جذبات کو کوئی کڑوی بات کہہ کر دکھ نہ پہنچاؤ۔کیونکہ تمہاری باتیں ہی ہیں جو تمہیں جہنم میں لے جانے والی ہیں۔بعض دفعہ مظلوم کی آہ لگ جاتی ہے۔اور وہ ایک آہ ساری زندگی کی نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے نیکیوں میں آگے بڑھنے والوں کی زبانیں ہمیشہ پاک صاف رہتی ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں۔سلام کا جواب دینا، بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا، فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شامل ہونا، اس کی دعوت قبول کرنا اور اگر وہ چھینک مارے اور اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب یَرْحَمُکَ اللّٰہ کی دعا کے ساتھ دینا۔ایک اور روایت میں زائد بات یہ ہے کہ جب تو اسے ملے تو اسے سلام کہے اور جب وہ تجھ سے خیرخواہانہ مشورہ مانگے تو خیرخواہی اور بھلائی کا مشورہ دے۔

تو یہ ہیں نیکیاں پھیلانے اور ان پر بڑھنے کے طریقے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتائے ہیں۔اگر غور کریں تو دیکھیں ان باتوں پر عمل کر کے ایک خوبصورت معاشرہ قائم ہوگا۔جو صرف نیکی کرنے والا معاشرہ ہوگا، جو صرف نیکی پھیلانے والا معاشرہ ہوگا، جو صرف نیکیوں میں آگے بڑھنے والا معاشرہ ہوگا۔جہاں ایک دوسرے کو دعائیں بھی دے رہے ہوں گے اور خیرخواہی اور بھلائی کے مشورے بھی دے رہے ہوں گے۔نیکی میں پیچھے رہ جانے والوں کو ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بھی ملا رہے ہوں گے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا کی راہ میں جس نیکی میں ممتاز ہوا اسے اس نیکی کے دروازے میں جنت کے اندر آنے کے لئے کہا جائے گا۔اسے آواز آئے گی، اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے۔اسی سے اندر آؤ۔اگر وہ نماز پڑھنے میں ممتاز ہوا تو نماز کے دروازے سے اسے بلایا جائے گا۔اگر جہاد میں ممتاز ہوا تو جہاد کے دروازے سے۔اگر روزے میں ممتاز ہوا تو روزے کے دروازے سے۔اگر صدقہ میں ممتاز ہوا تو صدقے کے دروازے سے بلایا جائے گا۔حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں جسے اس دروازے میں سے کسی ایک سے بلایا جائے اسے کسی اور دروازے کی ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے آواز پڑے گی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہو۔
(بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین)

تو یہ ہے اصل نیکیوں میں بڑھنے والوں کا رویہ اور خواہش کہ کاش وہ ہر دروازے سے داخل ہوں اور کوشش یہ کرنی چاہئے کہ ہر قسم کی نیکی بجالائی جائے۔کیونکہ ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ جہنم کے بھی دروازے ہیں اور بعض گناہگاروں کو جہنم کے دروازے جنت میں داخل ہونے سے روک بن سکتے ہیں۔نمازیں پڑھنے والوں کے بارے میں جو آیا ہے کہ نمازیں ان پہ الٹا دی جائیں گی وہ اسی لئے ہے کہ اگر ایک نیکی کر رہے ہیں تو دوسری نیکیوں میں بھی بڑھنے کی کوشش کرنی ہے لیکن ایک نیکی انتہا تک پہنچ جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کو اس دروازے سے آواز پڑ جاتی ہے۔تو اس لئے یہ نہیں کسی کو سمجھ لینا چاہئے کہ گناہ بھی کر رہا ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا، باقی نیکیاں نہ بھی کر رہا ہو، اگر کسی کے حقوق سلب کر رہا ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔نمازیں پڑھ لو۔موقع کے لحاظ سے بات کی گئی ہے اور دوسری جگہوں پہ اور باتیں بھی آ رہی ہیں۔تو اس لئے ہر قسم کی نیکی میں بڑھنے کی اور برائیوں کو چھوڑنے کی کوشش ہونی چاہئے۔اور پھر اگر کوئی کمی رہ گئی ہے پھر اللہ تعالیٰ جس میں زیادہ توجہ ہو آواز دے دے گا بلکہ اللہ کا فضل ہے بغیر اس کے بھی آواز دے سکتا ہے۔لیکن بہرحال یہ ایک ترغیب دلانے کے لئے بتایا گیا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے۔آپؐ نے فرمایا: سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو۔غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔صدقہ و خیرات میں ایسی دیر نہ کر مبادا جب جان حلق تک پہنچ جائے تو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا۔حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا۔وہ فلاں کا ہو ہی چکا ہے۔یعنی مرنے والے کا اختیار تو اس سے نکل گیا۔(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فضل صدقۃالشحیح الصحیح)۔تو وصیت کے ضمن میں بھی میں یہی کہنا چاہتا ہوں بعض لوگ جوانی میں یا اچھی عمر میں جب اچھی کمائی ہو رہی ہو، مال ہو، اس وقت وصیت نہیں کرتے اور بڑھاپے کے وقت جب

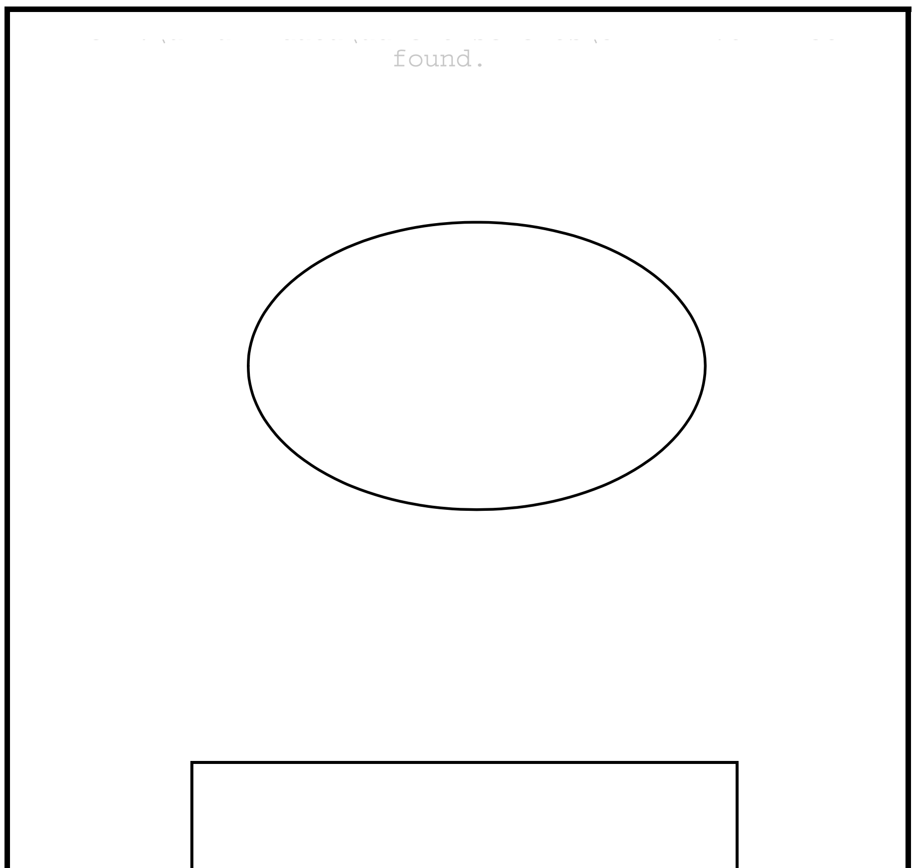

مرنے کا بالکل قریب وقت ہوتا ہے تو وصیت کے فارم فل (Fill) کرتے ہیں اور شکوہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری وصیت منظور نہیں ہوئی تو نیکی جب کرنی ہے تو نیکی کرنے کی عمر یہی ہے کہ اچھے حالات میں نیکی کی جائے جب خیال ہو کہ مجھے اس کی ضرورت ہے تب 1/10 حصہ کی قربانی کی جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”انسان کو چاہئے کہ اپنا فرض ادا کرے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے۔ الہام کرنا اور رؤیا دکھانا یہ تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ اس پر ناز نہیں کرنا چاہئے۔ اپنے اعمال کو درست کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ۔ اُوْلٰٓئِکَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ﴾ (البینۃ: 8) یہ نہیں کہا کہ جن کو کشوف اور الہامات ہوتے ہیں وہ خیر البریہ ہیں“۔ (الحکم جلد نمبر 11 نمبر 41 مورخہ 17/نومبر 1907ء صفحہ 13)۔ بلکہ ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والے ہی خیر البریہ ہیں۔

تو فرمایا ہے کہ یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ بعض لوگوں کو چار سچی خوابیں آ جائیں تو سمجھتے ہیں ہم بڑے نیک ہو گئے ہیں۔ نیکیوں میں آگے بڑھنے سے مراد صرف وہ شخص نہیں جس کو سچی خواب آ جائے۔ لوگ بھی ایسے لوگوں کو بعض دفعہ خراب کر رہے ہوتے ہیں کہ فلاں کو بڑی سچی خوابیں آتی ہیں اس لئے دعا کروانے کے لئے اس کے پاس جاؤ۔ تو ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں، الہام بھی ہوتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے کہ وہ کسی کو سچی خوابیں دکھا دے۔ تمہاری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھو، اگر سچی خوابیں آ بھی گئیں تو کسی قسم کی بڑائی نہیں پیدا ہونی چاہئے۔ وہ بھی مزید اللہ کی طرف جھکانے والی اور نیکیوں میں بڑھانے والی ہوں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ صرف سچی خوابیں دیکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”پہلے نوع انسان صرف ایک قوم کی طرح تھی اور پھر وہ تمام زمین پر پھیل گئے۔ تو خدا نے ان کی سہولت کے تعارف کے لئے ان کو قوموں پر منقسم کر دیا اور ہر ایک قوم کے لئے اس کے مناسب حال ایک مذہب مقرر کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا .... فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ﴾۔ (المائدہ: 49)...... ہر ایک قوم کے لئے ہم نے ایک مشرب اور مذہب مقرر کیا تا ہم مختلف فطرتوں کے جوہر بذریعہ اپنی مختلف ہدایتوں کے ظاہر کر دیں۔ پس تم اے مسلمانو! عام بھلائیوں کو دوڑ کر لو کیونکہ تم تمام قوموں کا مجموعہ ہو اور تمام فطرتیں تمہارے اندر ہیں“۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 146)

فرمایا کہ: چونکہ اے مسلمانوں تمہارے اندر تمام قوموں کا مجموعہ ہے اس لئے تمام قوموں کی نیکیاں بھی تمہارے اندر ہونی چاہئیں۔ اور ان کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کرو۔ پس آج ہم احمدیوں کے لئے ہی یہ حکم ہے جن میں مختلف قوموں کے نیک فطرت لوگ داخل ہو رہے ہیں اس کا ایک یہ مطلب بھی ہے کہ جو بھی ایک دوسرے کی نیکیاں ہیں وہ اپنائیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”اسلام میں انسان کے تین طبقے رکھے ہیں، ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ، مُقْتَصِدٌ اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَات۔ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ تو وہ ہوتے ہیں جو نفس امّارہ کے پنجے میں گرفتار ہوں اور ابتدائی درجہ پر ہوتے ہیں جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ وہ اس حالت سے نجات پائیں۔ مُقْتَصِدٌ وہ ہوتے ہیں جن کو میانہ رو کہتے ہیں۔ ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پا جاتے ہیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کا حملہ ان پر ہوتا ہے اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں۔ پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔ مگر سَابِقٌ بِالْخَيْرَات وہ ہوتے ہیں کہ ان سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات طبعی طور پر اس قسم کی ہو جاتی ہیں کہ ان سے افعال حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے۔ گویا ان کے نفس امارہ پر بالکل موت آ جاتی ہے۔ اور وہ مطمئنہ حالات میں ہوتے ہیں۔ ان سے اس طرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے۔ اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اس کو نیکی ہی سمجھتے ہیں“۔ (الحکم جلد 9 نمبر 39 مورخہ 10/نومبر 1905ء صفحہ 5-6)۔ یعنی بعض دفعہ ایسے جو اللہ تعالیٰ کے اتنے قرب میں پہنچ جاتے ہیں ان کے لئے بعض ایسی باتیں جو ایک عام آدمی کے لئے نیکی ہو وہ بھی ان کے نزدیک گناہ ہوتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ نص صریح ہے ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾۔ جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو۔ کیا صحابہ کرامؓ مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کو حاصل کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی، ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے“۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 79)۔ فرمایا کہ اگر تم نیکیاں اس لئے کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرو تو پھر محنت کرنی پڑے گی۔ ہر قسم کی نیکی کرنی ہوگی اور اس کے لئے مستقل مزاجی کی کوشش کرنی ہوگی۔ اور پھر جب اس طرح اپنی تکلیفوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نیکیاں کرنے کی کوشش کرو گے تو پھر ہی ہمیشہ کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ: ”قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے لئے حصن حصین ہے“۔ یعنی ایک مضبوط قلعہ ہے۔ ”ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بعض اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں“۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم نہ صرف نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں بلکہ ان نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے تقویٰ کے بھی اعلیٰ مدارج حاصل کریں۔ ہمارا ہر قول، ہر فعل، ہمارا اٹھنا بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ جلسے کے ان دنوں میں جو آج سے شروع ہو چکا ہے آپ کو اس کی برکات حاصل کرنے والا بنائے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والا بنائے۔ مہمان بھی اور میزبان بھی ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے اور جس مقصد کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں یعنی نیکیوں کو سیکھنے کے لئے اور نیکیوں کو پھیلانے کے لئے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کے لئے اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔ عبادات کے بھی اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے ہوں۔ اور مالی قربانیوں کے بھی اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو آپؑ نے اپنے ماننے والوں کے لئے کی ہیں۔

اعلیٰ معیار کی ضامن

چناب سویٹس

ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے

Chanab Sweets

Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen

Germany

Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347

Mobile: 01628909960

مارکیٹ برائے فروخت

جامعہ احمدیہ ربوہ کے بالکل سامنے 20 دکانوں پر مشتمل ”شاہین مارکیٹ“ برائے فروخت ہے۔

خواہشمند احباب حسب ذیل فون نمبرز پر رابطہ کریں:

ربوہ (پاکستان): (04524)211444

جرمنی: (49) 0615883037

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ۔ بحیثیت شاعر

(سلیم شاھجھان پوری)

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مقصدیت کی اوّلیت کے متعلق حضرت میر صاحب کا وہ بیان یہاں نقل کر دیا جائے جو آپ نے اپنی شعری کاوشوں کا تعارف کرواتے ہوئے خود شامل کتاب کیا ہے ۔ فرماتے ہیں۔

’’شعر کی تعریف اس سے زیادہ نہیں کہ وہ باوزن ہو،اس کے الفاظ عمدہ اور مضمون لطیف ہو ۔میرے بزرگوں کو چونکہ شاعری سے مناسبت تھی اس لئے مجھ میں بھی کچھ حصہ اس ذوق کا فطری طور سے آیا ہے کہ دس دس سال تک ایک شعر نہیں کہتا پھر کچھ کہہ لیتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ میرے اشعار مطلب کے حامل ہوتے ہیں نہ کہ الفاظ کے۔میں ایک مضمون ذہن میں رکھ کر شعر کہتا ہوں اور الفاظ اس مضمون کے پابند ہوتے ہیں، نہ مضمون الفاظ کا۔اس لئے یہ اشعار بجائے تغزل کے نظم کی صورت رکھتے ہیں اور بجائے آمد کے ہمیشہ آورد کا رنگ ان میں ہوتا ہے ۔میرا استاد کوئی نہیں ، نہ کوئی تخلص ہے۔شروع میں یعنی 1903ء میں جب یہ شوق پیدا ہوا تو چند دفعہ ’’ آشنا‘‘ کا تخلص استعمال کیا پھر ترک کر دیا اور ہمیشہ تخلص کے بغیر گزارا کیا ۔میرے کلام میں بیشتر اشعار بسبب مذہبی ماحول اور دینی تربیت کے متصوفانہ رنگ کے ہیں اور سلسلہ احمدیہ کے مقاصد سے تعلق رکھتے ہیں ۔میں کسی کا عمدہ مصرع یا شعر یا کسی غیر زبان کا لفظ اپنے شعر میں پیوند کر لینے سے نہیں ہچکچاتا ۔تاہم اس کو سرقہ نہیں کہا جا سکتا۔ بہت زیادہ حصہ ان نظموں کا ایسا ہے جو دراصل اپنے لئے کہی گئی ہیں نہ کہ اوروں کے لئے ۔میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان اشعار کو ہمارے بچوں اور نوجوانوں کے لئے بھی مفید بنائے ۔‘‘

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے حضرت میر صاحب نے نہ صرف ظاہری اصناف سخن میں طبع آزمائی فرمائی ہے بلکہ معنویت کے لحاظ سے بھی آپ نے متعدد اور متنوع موضوعات پر اپنی صوفی منشی کے جوہر دکھائے ہیں ۔ذرا مندرجہ ذیل عنوانات پر نظر ڈالئے تا کہ آپ پر حضرت میر صاحب کے رجحانات شعری کے فہم میں آسانی ہو۔

ا۔’’ بخار دل ‘‘ کی طرح ’’محبت کا ایک آنسو‘‘ بھی آپ کی ایک نہایت پاکیزہ نظم ہے۔ جو مولیٰ کا اپنے بندے سے پیار کا تعلق ظاہر کرتی ہے۔

۲۔دعا بندے کا ایک آزمودہ ہتھیار ہے جس کے ذریعہ وہ طاقتور سے طاقتور دشمن پر غلبہ پالیتا ہے۔ حضرت میر صاحب نے بھی ’’ دعائے من‘‘، ’’ دعائے سُکھ‘‘، ’’ عاجزانہ دعا‘‘، ’’ دعا برائے معرفت‘‘، ’’نماز‘‘ وغیرہ نظموں میں قادر و توانا خدا سے مدد طلب کی ہے اور ’’بندہ‘‘، ’’ میرے خدا‘‘ (طویل نظم) اور ’’ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات‘‘ کے ذریعہ بندہ کا اپنے مولیٰ سے تعلق قائم ہونے کے لئے استعانت طلب کی ہے۔

۳۔معرفت الٰہی حاصل ہوجائے تو انسان ضعیف البنیان کو اپنی کمزوری اور ناطاقتی کا احساس شدید سے شدید تر ہو جاتا ہے اور وہ دعا کے ذریعہ اپنے قادر خدا سے مدد کا طلبگار رہتا ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ: ترجمہ ’’ (اے میرے حبیب) تم لوگوں سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری اطاعت کرو۔اللہ تعالیٰ (اس کے نتیجے میں) تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔

۴۔ پیارے خدا کا یہ محبت بھرا ارشاد اس کے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعہ جب لوگوں تک پہنچتا ہے تو ان کے دل اس محسن اعظم کے اخلاق کریمانہ اور حسن مجسم کے انداز محبوبانہ پر نثار ہو جاتے ہیں اور بے ساختہ درود و سلام ان کی زبانوں پر جاری ہو جاتا ہے ۔میر صاحب بھی شیدایان حبیب خدا ﷺ کی صف میں شامل ہو کر مدحت خیر الانامؐ میں ایک ایسا ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں جو مقبولیت کے لحاظ سے نعتیہ شاعری کے میدان میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔اور جب تک محامد خاتم النبیّن ﷺ سے دلوں کو گرمانے کا فریضہ انجام پاتا رہے گا (اور یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا) میر صاحب کے اس ’’ سلام بحضور سیّد الانام ﷺ‘‘ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔ آپ کی محبت رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی ایک دوسری نظم ’’ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری‘‘ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔اس کے علاوہ ’’ محمد مصطفیٰ ہے مجتبیٰ ہے‘‘ اور دیگر نعتیہ کلام آپ کے اس گہرے قلبی لگاؤ کا آئینہ دار ہے جو آپ کو محبوب خدا ﷺ کی ذات ستودہ صفات سے تھا۔

۵۔خلق مجسم، محسن عالم حضرت محمد عربی ﷺ کی محبت کا تقاضا تھا کہ حضور ﷺ کے جلیل القدر فرزند روحانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی والہانہ عقیدت اور خادمانہ ارادت کا اظہار کیا جائے اور آقا ﷺ کی تعریف کے بعد اس کے جلیل القدر خادم کی صفات کے بیان سے بھی دلوں میں گداز پیدا کیا جائے۔حضرت میر صاحب نے اس فریضہ کی ادائیگی کو بھی ضروری خیال کرتے ہوئے اپنی متعدد نظموں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی عقیدتمندی کا خراج پیش کیا ہے۔

۶۔انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اپنے محبوب کے مسکن بلکہ اس کے شہر کی گلیوں تک سے محبت و عقیدت پیدا ہو جاتی ہے۔حضرت میر صاحب کا محبت پرور اور عقیدتمند دل بھی اس جذبہ سے کس طرح خالی رہ سکتا ہے ۔آپ نے اپنے مرشد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسکن قادیان سے اپنی محبت کا اظہار متعدد منظومات میں کیا ہے۔

قادیان سے جدائی کا نقشہ اور فراق کی اذیتوں کا حال ’’ درفراق قادیان‘‘ والی نظم میں بڑے ہی دردانگیز طریقے سے کیا ہے ۔اسی قبیل کی ایک دوسری نظم ’’ قادیان دارالامان‘‘ ہے۔ ’’ قصہ ہجر ایک مہجور کی زبان سے‘‘۔ ’’ ہم قادیان سے بول رہے ہیں۔‘‘ ’’ہم ڈلہوزی سے بول رہے ہیں‘‘ تینوں نظموں میں قادیان سے دلی وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

۷۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تکمیل اشاعت دین ،احیاء دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جس جماعت کو قائم فرمایا اس کے افراد مالی ،جانی ، حالی و قالی ،تعلیمی و تربیتی جملہ اقسام کی قربانیاں دے رہے ہیں اور ہمہ جہتی تدابیر و جہد مسلسل سے خدمات بجا لا رہے ہیں ۔ایسی خادم انسانیت جماعت کے کارکنوں کو خراج عقیدت پیش کرنا اور دنیا کو ان مہمات سے آگاہ کرنا جو اس جماعت کے اولوالعزم اور باحوصلہ افراد شب و روز کر رہے ہیں خدمت دین ہی کا ایک حصہ ہے۔ ’’ ندائے احمدیت‘‘ ’’ احمدی کی تعریف‘‘ ’’ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا‘‘ ’’ احمدیت‘‘ ’’ خدام احمدیت‘‘ وغیرہ نظموں میں اسی فریضہ کو بحسن و خوبی انجام دیا ہے اور اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے انفرادی رنگ میں بھی بعض خاص ہستیوں کے پاکیزہ خصائل کو متعارف کروانے کی کوشش بھی کی ہے ۔’’ حضرت مولوی برہان الدین جہلمی‘‘ کے عنوان سے آپ نے جو نظم لکھی ہے وہ اسی جذبہ کی عکاسی کرتی ہے ۔اسی قبیل کی ایک اور نظم حضرت مولوی نعمت اللہ خان کی شہادت پر آپ نے رقم فرمائی۔جس کا عنوان تھا ’’ نعمت اللہ نے دکھلایا قرباں ہو کر۔‘‘

۸۔حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے لخت جگر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ کے خلاف جب اہل پیغام نے ایک مخالفانہ اور معاندانہ محاذ قائم کیا اور ’’ پیغام صلح‘‘ کے پردے میں شب و روز محمود دشمنی اور شقاوت قلبی کے اظہار کو اپنا پیشہ بنا لیا تو حضرت میر صاحب کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی اور آپ نے ان زہر آلود تیروں کا جواب ’’ منکران ......محمود‘‘، ’’ پیغامی لیڈروں سے خطاب‘‘، ’’ان کا رنگ‘‘ جیسی نظموں کے ذریعہ دینا ضروری سمجھا۔لیکن جن دوستوں کو میر صاحب کی ان نظموں کو پڑھنے کا اتفاق ہو وہ اس بات کی شہادت دیں گے کہ باوجود مظلوم ہونے اور انتہائی دل آزاری کے نشانہ بننے کے آپ نے اپنے کلام میں کوئی قابل اعتراض یا دل آزار بات نہیں کی ۔اور اپنی پاکیزہ نظموں کو ابتذال ،تمسخر ،یا استہزاء سے ہرگز آلودہ نہیں ہونے دیا جو آپ کی عالی ظرفی اور بلند اخلاق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۹۔حضرت میر صاحب نے سلسلہ کے واقعات کو منظوم فرما کر ایک تاریخی خدمت بھی انجام دی ہے ۔ 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جب ’’ مسجد فضل‘‘ لندن کا سنگ بنیاد رکھا تو میر صاحب نے اس موقعہ پر ایک نظم ’’ مرکز کفر میں خانۂ خدا‘‘ کے عنوان سے تحریر فرمائی جس کے ذریعہ تمام افراد جماعت کے جذبات کی ترجمانی کا فرض انجام دیا۔

۱۰۔قطعات و رباعیات کے علاوہ تربیتی رنگ میں آپ نے نظمیں بھی لکھی ہیں ۔مثلاً ’’ مجھ کو کیا بیعت سے حاصل ہو گیا‘‘ ’’ نہ ادھر کے نہ رہے نہ ادھر کے رہے‘‘ (وقف میں نا اہلی کا نتیجہ)، ’’ خدا داری چہ غم داری‘‘ (اہل خانہ کو وصیت)، ’’نوائے تلخ‘‘ (مربیان کو نصیحت)۔ ’’ قابل توجہ خدام‘‘ وغیرہ۔

۱۱۔عقائد کے سلسلہ میں آپ نے بعض مابہ النزاع اور مختلف فیہ مسائل کے بارے میں بڑے لطیف انداز میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ایسی نظموں میں ’’ ناسخ و منسوخ ‘‘ ’’ قرآن ،سنت اور احادیث کے مدارج ‘‘، ’’ علم ترب یعنی علم توجہ یا مسمریزم‘‘، ’’ کچھ دعا کے متعلق‘‘ (اس نظم میں آپ نے دعا کے فلسفہ کو اس طرح عام فہم انداز میں بیان کیا ہے کہ قبولیت دعا کے متعلق تمام شکوک کا ازالہ ہو جاتا ہے۔آپ نے نظم لکھنے سے پیشتر جو تشریح فرمائی ہے وہ بھی قابل غور ہے۔فرماتے ہیں۔

’’ دعائیں چھ طرح قبول ہوتی ہیں اور اس طرح کی کوئی دعا بھی رد نہیں ہوتی۔

ا۔یا تو وہ لفظاً ہی قبول ہو جاتی ہے۔ ۲۔یا اس کی جگہ آخرت کا بدلہ اور نعمت مل جاتی ہے ۔ ۳۔یا اتنی ہی مقدار میں کوئی بری تقدیر دور ہو جاتی ہے ۔ ۴۔یا بطور عبادت محسوب ہو جاتی ہے ۔۵۔یا دنیا میں ہی ایک کی جگہ دوسری بہتر خیر مل جاتی ہے ۔٦۔یا اگر وہ دعا بندہ کے لئے مضر ہو تو منسوخ کر دی جاتی ہے (اور یہ نامنظوری بھی اجابت اور رحمت کا رنگ رکھتی ہے ۔یعنی بندہ ضرر اور تکلیف سے بچ جاتا ہے۔)

۱۲۔ترک دنیا کے بارے میں آپ نے متعدد ناصحانہ نظمیں لکھی ہیں اور ہر نظم میں ایک نئے انداز سے ترک لذات کی طرف توجہ اور رغبت دلانے کی سعیٔ مشکور کی ہے ۔مندرجہ ذیل منظومات اسی قبیل سے ہیں۔ ’’ نصیحت از الوصیۃ‘‘، ’’ بشارات از الوصیت‘‘ ’’ ترک دنیا کے معنی ترک فضول ہیں‘‘ ’’ دنیا کا انجام‘‘ ’’ دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو۔‘‘

واقعاتی نظموں میں آپ کی ایک مزاحیہ نظم بھی شامل ہے جو راشن بندی سے تعلق رکھتی ہے ۔اس نظم کا عنوان ہے ’’ قادیان میں 1943ء میں رمضان میں ایک تولہ کا راشن‘‘ اس نظم کے مطالعہ سے زمانہ جنگ کی تکالیف و مشکلات کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔حضرت میر صاحب کے قلم حقیقت رقم نے اس واقعہ کو بھی تاریخ میں محفوظ کر دیا۔ یہ نظم آپ کی ہمہ گیر طبیعت کے چہرے سے نقاب کشائی کرنے کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ ’’ قادیان کے آریہ‘‘ بھی اسی قبیل کی نظم ہے۔

حضرت میر صاحب نے طنز و مزاح کے خارزار میں بھی سمند فکر کی جولانیاں دکھائی ہیں لیکن لطف یہ ہے کہ شرافت و متانت کے دامن سے کسی خار کو الجھنے کی

BELA BOUTIQUE

ہرموسم اورموقع کے لئے زنانہ ملبوسات ، فینسی سینڈلز ،

مردانہ سوٹ ، اچکن ، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

اجازت نہیں دی۔آپ نے اپنا مافی الضمیر بھی ادا کر دیا۔لیکن ایسی کہنہ مشقی اور احتیاط کے ساتھ کہ نہ کسی تسبیح کے بکھرنے کی نوبت آئی اور نہ کسی زنّار کے ٹوٹنے کی صدا سنائی دی۔ یہ بات آپ کے کمال فن کا زندہ ثبوت ہے۔

''اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں۔'' یہ ایک ایسی مدلل نظم ہے جو آپ کی قادر کلامی اور حقیقت نگاری کو ایک نئے روپ میں نگاہوں کے سامنے لاکر قارئین کو محوحیرت کر دیتی ہے۔

منظومات کے علاوہ حضرت میر صاحب نے نہایت پاکیزہ جذبات کی حامل عارفانہ غزلیات بھی کہی ہیں جو محبت الٰہی اور عشق حقیقی میں ڈوب کر تحریر کی گئی ہیں۔اور یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اپنے تسلسل اور مقصدیت کے لحاظ سے یہ غزل نما نظم کہلانے کی زیادہ مستحق ہیں کیونکہ ان کا مرکزی نقطۂ خیال عشق حقیقی کے سوا کچھ نہیں۔ایسی مسلسل غزلیات کے ضمن میں ''تو کیا آئے''، ''ہو نہیں سکتا''، ''عشق و مشک''، ''کہ جتنے رنگ مخفی ہیں محبت سب کی صیقل ہے''، ''محبت'' ''دن مدتوں میں آئے ہیں''۔ ''جورہ تجھے پسند ہے اس پر چلا مجھے'' ''آئے گی مرے بعد تمہیں میری وفا یاد'' ''چشم بینا حُسن فانی کی تماشائی نہیں'' وغیرہ وغیرہ پیش کی جاسکتی ہیں۔

لیکن واعظانہ پندونصائح یا ناصحانہ تلقین عمل کے لئے قطعات و رباعیات کی اصناف زیادہ موزونیت رکھتی ہیں اور شاعر کو اپنا مافی الضمیر ادا کرنے میں تنگی محسوس نہیں ہوتی۔ میرانیس، مرزا دبیر، اکبرالٰہ آبادی، امجد حیدرآبادی، حکیم اختر انصاری اکبرآبادی، جوش ملیسانی اور جوش ملیح آبادی اور دور موجودہ میں راغب مرادآبادی اور رئیس امروہوی نے ان اصناف میں اپنی جودت طبع کے خوب خوب جوہر دکھائے ہیں۔ ہمارے میر صاحب بھی اس میدان میں اترے ہیں اور آپ کے اشہب قلم کی جولانیوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ اس میدان کے بھی شہسوار ہیں۔آپ نے اپنے قطعات میں بعض فارسی مصرعے جو ضرب الامثال کی حیثیت رکھتے تھے استعمال کئے ہیں اور ان کو ایسے سلیقے سے کام لائے ہیں کہ ہر مصرعہ اس قطعہ کا جزو لاینفک بن گیا ہے جس میں وہ استعمال کیا گیا۔اسی طرح آپ نے عربی فقرات اور ہندی محاورات استعمال کرنے سے بھی احتراز نہیں کیا بلکہ بڑی چابکدستی سے ان فقرات یا محاورات کو اپنے حسب منشاء استعمال کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

کبھی تو چاہئے اے دوست آخرت کا خیال
کبھی تو عیش کو چھوڑ اور عمل کا وقت نکال
نہ کام آئیں گے عقبیٰ میں مال و دولت
کہ ''مال تا لب گورست و بعد ازاں اعمال

ذات اس کی ہے خیرِ محض اے دوست
رحم ہے مغز اور سزا ہے پوست
سکھ ہے نعمت تو دکھ علاج ترا
''ہر چہ از دوست میرسد نیکو ست''

حسد سے نہ بن تو کسی کا بھی دشمن
دلائل کو دیکھ اور نشانات روشن
نہ کر سوکنوں کی طرح عیب چینی
''پیا جس کو چاہیں وہی ہے سہاگن''

رکھ زباں کو ذکر سے مولا کے تر
تا زباں سے روح تک پہنچے اثر
دل بھی سیدھا کر کہیں ایسا نہ ہو
''بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر''

دلاتا ہے صدقہ بلا سے نجات
دعائیں پلاتی ہیں آب حیات
یہی دو ہیں پس مغز احکام دین
''اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُو الزَّکٰوۃ''

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے کلام کا ایک مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔

اردو ادب اور خاص کر منظومات میں منظر کشی بھی ایک صنف ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ میرانیس اور مرزا دبیر نے اس فن میں اپنے کمالات کا ماہرانہ اور استادانہ مظاہرہ کر کے اردو شاعری کے دامن کو گل ہائے رنگا رنگ سے بھر دیا ہے۔حضرت میر صاحب نے بھی ایسی نظمیں رقم فرمائیں جن سے منظر کشی کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ایسی نظموں میں آپ کی نظم ''کچھ یار'' بہت مقبول ہے اور منظر کشی کا ایک اچھا نمونہ ہے۔

انہوں نے 1903ء سے شعر کہنے شروع کئے اور آخر وقت تک کچھ نہ کچھ لکھتے رہے۔چوالیس برس کے اس عرصہ میں آپ نے بہت تھوڑی نظمیں کہیں مگر جو کچھ کہا بالعموم دین کی تائید، احمدیت کی حمایت، اخلاقی قدروں کی اشاعت اور پندونصائح کی ترویج کے لئے کہا۔ان کی نظمیں خدا اور رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھیں۔ ان کا ناصحانہ اور صوفیانہ کلام بیحد دلنشین اور مؤثر ہوتا تھا اور جب وہ سلسلہ کے اخبارات میں چھپتا تھا تو احمدی احباب نہایت ذوق وشوق سے پڑھتے تھے۔حضرت میر صاحب کے کلام کی مقبولیت اور شہرت اندرون و بیرون ملک دور دور تک پھیل گئی تھی۔

میر صاحب کو شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا اور یہ شوق ان کو ورثہ میں ملا تھا۔انکے والد حضرت میر ناصر نواب صاحب بہت خوش گو شاعر اور شمس العلماء مولانا الطاف حسین پانی پتی کے شاگرد تھے۔ان کی نظموں کے کئی مجموعے چھپے ہوئے موجود ہیں۔ چنانچہ باپ سے یہ شوق بیٹے میں منتقل ہوا اور انہوں نے بڑے ہوکر ایسی نظمیں لکھیں جو احمدیہ لٹریچر میں ہمیشہ زندہ رہیں گی۔

(''مضامین حضرت میر ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ۔ مطبوعہ لجنہ اماء اللہ کراچی)

❁❁❁❁

اعلانات نکاح

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جلسہ سالانہ یوکے 2004ء کے آخری روز یکم اگست بروز اتوار نماز مغرب وعشاء کے بعد اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں مردانہ جلسہ گاہ میں حسب ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

پہلا نکاح عزیزہ عطیۃ السلام آمنہ احمد صاحبہ بنت مکرم مرزا مظفر احمد صاحب ساکن لاہور کا، عزیزم داؤد احمد محمود خان صاحب ابن مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب ساکن یوکے کے ساتھ مبلغ 16 ہزار سٹرلنگ پاؤنڈز حق مہر پر طے پایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے تعارف کے طور پر فرمایا کہ عزیزہ آمنہ حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی پوتی ہیں۔ بچی کی دادی صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ صاحبہ کی بیٹی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ننہال کی طرف سے حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم اور صاحبزادی امتہ الباسط صاحبہ کی نواسی ہیں۔ اور اسی طرح عزیزم داؤد حضرت ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مرحوم اور صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ کا نواسہ ہے۔

اس نکاح میں دلہن کی طرف سے حضور ایدہ اللہ خود ہی ولی تھے۔

دوسرا نکاح عزیزہ رابعہ رحمٰن خان صاحبہ بنت مکرم حمید الرحمٰن خان صاحب ساکن لاہور کا، عزیزم مرزا تقی الدین احمد صاحب ابن مکرم مرزا خورشید احمد صاحب (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ) کے ساتھ مبلغ دو لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عزیزم تقی الدین احمد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کے پوتے ہیں اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے نواسے۔ اسی طرح جو بچی ہے یہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی نواسی کی بیٹی ہے اور حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ کی پوتی کی بیٹی ہیں۔ حضور نے بتایا کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ساتھ ہے۔ بچی کی طرف سے دلہن کے چچا ندیم الرحمٰن صاحب وکیل تھے جبکہ دولہا کی طرف سے حضور انور خود وکیل تھے۔

تیسرا نکاح عزیزہ منصورہ فرحت قمر صاحبہ بنت مکرم نصیر احمد صاحب قمر (ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن) کا، عزیزم محمد احسن باسط صاحب ابن مکرم محمد باسط قریشی صاحب ساکن اوسلو، ناروے کے ساتھ مبلغ آٹھ ہزار سٹرلنگ پاؤنڈز حق مہر پر طے پایا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ خاندان بھی بچی کی طرف سے واقف زندگی کا خاندان ہے۔ بچی کے والد بھی واقف زندگی ہیں اور بچی کے دادا بھی بڑے پرانے خادم سلسلہ ہیں۔ بچی کے دادا کو مختلف ممالک میں تبلیغ کی توفیق ملی اور آج کل صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں ناظر تعلیم القرآن ہیں۔

اسی طرح ننہال کی طرف سے بچی ایک درویش قادیان کی نواسی ہیں اور نہ صرف درویش قادیان بلکہ جو 313 درویشان قادیان ہیں ان میں شامل ہیں۔

چوتھا نکاح عزیزہ نصرت ملک صاحبہ بنت مکرم محمد افضل ملک صاحب ساکن مورڈن (یوکے) کا، عزیزم عمر فرید احمد صاحب ابن مکرم سید طاہر احمد صاحب ساکن ارلزفیلڈ (یوکے) کے ساتھ مبلغ دس ہزار سٹرلنگ پاؤنڈز حق مہر طے پایا

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عزیزم عمر فرید احمد کے دادا مکرم ڈاکٹر سید سفیر الدین بشیر صاحب احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے پرنسپل تھے۔ غانا میں لمبا عرصہ رہے ہیں اور عمر فرید بھی ایم ٹی اے میں مختلف خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بلکہ اس دفعہ افریقہ کے دورہ میں یہ میرے ساتھ تھے اور بڑی محنت سے انہوں نے سارے کام سرانجام دئے۔یہاں کے رہنے والے، یہاں کے پلے بڑھے لیکن وہاں کے سخت حالات میں بھی انہوں نے بڑا اچھا کام کیا۔

حضور نے فرمایا کہ بچی کے دادا حضرت ملک نادر خان صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جو وطن چھوڑ کر قادیان میں آکر مقیم ہوگئے تھے۔

اعلانات نکاح وایجاب وقبول کے بعد آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے ان نکاحوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کی دعا کروائی جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتے دین ودنیا ہر لحاظ سے بہت بابرکت فرمائے۔

نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''میری خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور کم ازکم (یہ کم وبیش اندازہ مَیں نے دیا تھا) کم ازکم پندرہ ہزار اس ایک سال میں نئی وصایا ہو جائیں تاکہ کم ازکم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو سوسال میں ہم کہہ سکیں کہ ہوئیں......میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سوسال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، چندہ دہند ہیں، ان میں سے کم ازکم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سوسال پورے ہونے پر دے رہی ہوگی، شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔''

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ
از صفحہ نمبر ١٦

ہیں۔

1:50 پر حضور انور جلسہ گاہ پہنچے اور پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب سوئٹزرلینڈ نے سوئٹزرلینڈ کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد حضور انور مردانہ ہال میں تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ خواتین کی جلسہ گاہ کا انتظام ایک دوسرے ہال میں تھا۔

پرچم کشائی کی تقریب اور خطبہ جمعہ MTA پر Live نشر ہوا اور اس کے ساتھ ہی سوئٹزرلینڈ کے 22 ویں جلسہ سالانہ کا افتتاح عمل میں آیا۔

جماعت سوئٹزرلینڈ کا یہ جلسہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ان کا پہلا ایسا جلسہ ہے جس میں خلیفۃ المسیح نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ اور اس ملک سے یہ پہلا خطبہ جمعہ ہے جو ایم ٹی اے پر Live نشر ہوا۔ الحمدللہ علی ذلک۔

خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد تین بجے حضور انور نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کرکے پڑھائی اور اس کے بعد حضور انور واپس مسجد محمود زیورخ تشریف لے گئے۔

نماز جمعہ میں سوئٹزرلینڈ کی تمام جماعتوں کے احباب کے علاوہ جرمنی، آسٹریا، اٹلی، ہالینڈ، بلجیم، فرانس، کینیڈا، امریکہ اور یوکے سے آنے والے مہمانوں نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ حاضری ایک ہزار پچاس سے زائد تھی۔

جلسہ گاہ کے لئے جو ہالز لئے گئے تھے وہ بہت صاف ستھرے اور بڑے کھلے تھے۔ مردانہ ہال اور لجنہ کے ہال کے اندر سٹیج بنائے گئے تھے اور دونوں ہالز کو بینرز سے سجایا گیا تھا اور سٹیج کو بھی چاروں طرف پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ مردوں اور عورتوں کے کھانے کے لئے علیحدہ ہال اور جگہیں تھیں۔ بیوت الخلاء بھی کافی تعداد میں تھے اور وضو وغیرہ کے لئے بھی اچھا انتظام تھا۔ پارکنگ کے لئے بھی وسیع انتظام تھا۔

شام چھ بجے حضور انور فیملی ملاقاتوں و دیگر پروگراموں کے لئے مسجد محمود زیورخ سے جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ سوا چھ بجے حضور انور جلسہ گاہ پہنچے اور اپنے دفتر میں جانے سے قبل لنگر خانہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے جہاں خدام رات کا کھانا تیار کررہے تھے۔

لنگر خانہ کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

جو شام سوا آٹھ بجے تک جاری رہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی مختلف جماعتوں سے 34 فیملیز کے 148 احباب نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کے بعد چلڈرن کلاس میں شمولیت کے لئے حضور انور تشریف لائے۔ اس کلاس میں 98 بچوں اور بچیوں نے حصہ لیا۔

تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے کلاس کا آغاز ہوا۔ عزیزم بسالت احمد نے سورۃ حم السجدہ کی آیت 30 تا 31 کی تلاوت کی اور ان آیات کا اردو ترجمہ عزیزم عبدالوہاب طیب نے پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم طلحہ طارنوسمر مقامی سوِس احمدی بچے نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث مع ترجمہ پڑھ کے سنائی۔ اس کے بعد عزیزہ سدرہ محمد نے ترنم کے ساتھ نظم پڑھی۔ نظموں کے انتخاب کے بارہ میں حضور انور نے منتظمین کو ہدایت فرمائی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام کو اپنے پروگرام میں ترجیحی بنیاد پر رکھا کریں۔

نظم کے بعد عزیزم اسد محمود نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد حضور انور نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ اس تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے کون سے مختلف پہلو بیان ہوئے ہیں۔ حضور انور نے بعض الفاظ کے معانی بھی دریافت فرمائے۔

اس کے بعد عزیزم سُنبل زاہد نے ''خدا تعالیٰ کی ذات'' کے عنوان پر تقریر کی۔ حضور انور نے منتظمین کو توجہ دلائی کہ پروگرام بناتے ہوئے عناوین کی ترتیب کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ ''خدا تعالیٰ کی ذات'' کا عنوان سیرت کے عنوان سے پہلے آنا چاہئے تھا۔ حضور انور نے اس تقریر کے تعلق میں بھی بچوں سے سوالات کئے اور بعض الفاظ کے معانی دریافت فرمائے۔

اس کے بعد بچوں کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں ایک نظم پڑھی جس کے بعد عزیزم یحییٰ ظفر گُلّا نے ملک 'سوئٹزرلینڈ' کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد عزیزہ نعیمہ خان صاحب نے جماعت سوئٹزرلینڈ کا تعارف کروایا اور اس ملک میں جماعت کی مختصر تاریخ بیان کی۔ پروگرام کے آخر پر ناصرات نے کورس کی شکل میں نظم 'ہے دست قبلہ نما لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ' خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

آخر پر حضور انور نے بچوں اور بچیوں میں تحائف تقسیم فرمائے۔ یہ کلاس پونے نو بجے اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد تقریب آمین ہوئی جس میں 17 بچوں اور بچیوں نے حصہ لیا۔ حضور انور نے باری باری تمام بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔

9 بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ مسجد محمود زیورخ تشریف لے گئے۔

4 ستمبر 2004ء بروز ہفتہ:

صبح پونے چھ بجے حضور انور نے مسجد محمود، زیورخ میں نماز فجر پڑھائی۔ ساڑھے بارہ بجے حضور انور جلسہ گاہ پہنچے اور لجنہ ہال میں تشریف لے گئے۔

تلاوت قرآن کریم سے لجنہ کے اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت میں سورۃ احزاب کی آیات 36-37 پڑھی گئیں۔ اس کے بعد ایک عزیزہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔

12:50 پر حضور انور نے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ جو آیات آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہیں ان کو بنیاد بنا کر مَیں آج کا مضمون پیش کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان آیات میں نصائح کی گئی ہیں کہ یہ یہ باتیں اختیار کرو یا وہ باتیں جن کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے ان پر جب مرد، عورت عمل کریں گے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے اجر عظیم ہے اور مغفرت کے سامان ہیں۔ گویا یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جن کو اسلام قبول کرنے کے بعد ایک مومن کو اختیار کرنا چاہئے۔ ان باتوں کو قبول کئے بغیر اور ان پر عمل کرنے کے بغیر مومن تو نہیں بن سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج اسلام کی صحیح تعلیم صرف اور صرف احمدی مسلمان کے پاس ہے۔ اور احمدی ہی ہیں جو اسلام کی اس تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایک مومن کو خدا تعالیٰ پر مکمل ایمان ہونا چاہئے۔ اس کی ہستی پر یقین ہونا چاہئے کہ وہ تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ اس کی صفات پر یقین ہو۔ اس بات پر یقین ہو کہ اس کے احکامات پر نہ عمل کرنے والے تباہی کی طرف جاسکتے ہیں۔ خدا کے علاوہ سب چیزیں ہیچ ہیں۔ خدا کی ذات پر مکمل یقین ہونا چاہئے اور یہ خیال رہے کہ اگر خدا نہ چاہے تو دنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور اگر خدا فائدہ پہنچانا چاہے تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اس میں روک پیدا نہیں کرسکتی۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا کی عبادت کے جو طریق بتائے ہیں ان کے مطابق ہمیشہ خدا کے آگے جھکے رہنا چاہئے۔ اپنے دل کو خدا تعالیٰ کا تخت بنانا ہوگا اور شیطان کو باہر نکال پھینکنا ہوگا۔ روحانیت کی منازل طے کرنے کے لئے قدم بڑھانا ہے تو تقویٰ پر چلنا ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں ان کی ادائیگی اہتمام سے کرنی چاہئے۔ اپنے بچوں کی نگرانی کریں کہ وہ نمازیں پڑھ رہے ہیں یا نہیں۔ اگر ماں باپ نمازیں پڑھ رہے ہیں تو ان کو دیکھ کر بچے خود بخود عادی ہوجائیں گے۔ اور اس طرح بچے برائیوں سے بھی بچے رہیں گے۔

حضور نے فرمایا: اگر بچوں کے ماں باپ عبادت کرنے والے ہوں گے، نمازیں پڑھنے والے ہوں گے تو ان کے بچے بھی بری عادتوں سے محفوظ رہیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ جب ماں باپ ملاقات کے لئے آتے ہیں، بعض شکایت کرتے ہیں کہ ان کے بچے بگڑ رہے ہیں۔ فرمایا: اگر ماں باپ عبادت کی طرف توجہ کرتے، نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرتے تو بچے بھی ان کو دیکھ کر نیکی کی طرف متوجہ ہوتے۔

فرمایا: خدا کے اس حکم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں بچے کبھی نہ بگڑتے بلکہ ان لوگوں میں شامل ہوتے جو شعور کے ساتھ ساتھ ایمان میں ترقی کرنے والے ہوتے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: اپنے آپ کو سنبھالیں، اپنی نمازوں کی حفاظت کریں، اپنے بچوں کو سنبھالیں۔ خدا کے پسندیدہ لوگوں میں شامل ہوں۔ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں اور نمازوں کی خوبصورتی کا حق ادا کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر ماں باپ خود نمازی بن جائیں تو بچے آپ کی دعاؤں کی وجہ سے سدھر جائیں گے۔ اگر بچہ احمدیت پر قائم ہے تو انشاء اللہ ایک وقت میں وہ نیکیوں پر بھی آجائے گا۔ نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے سب سے ضروری چیز خدا کی عبادت، مکمل اطاعت اور مکمل فرمانبرداری ہے۔

فرمایا کہ مومن کی نشانی یہ ہے کہ ﴿لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ (الفرقان :73) وہ جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔ بعض عورتوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ اپنی بڑائی جتانے کے لئے، اپنے آپ کو امیر ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی اہمیت بتانے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتی ہیں اور جھوٹ بول دیتی ہیں۔ تو پھر ان کے بچے بھی ان کے رنگ میں رنگین ہوجاتے ہیں۔ فرمایا: جب بچے برائیوں میں پڑتے ہیں تو پھر ماں باپ کو دکھ ہوتا ہے۔ اگر ماں باپ جائزہ لیں تو اس کی عادت ماں باپ نے ہی ڈالی ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مومن کی یہ بھی نشانی ہے کہ وہ صبر سے کام لیتا ہے۔ فرمایا: بعض گھروں میں ہر وقت لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ بعض عورتیں ناجائز مطالبات کرتی ہیں جن کو پورا کرنا خاوند کی طاقت میں نہیں ہوتا۔ اس صورت میں جھگڑا بڑھتا ہے اور یا تو خاوند بیوی پر ظلم کرتے ہیں یا پھر مطالبات پورے کرنے کے لئے قرض لینا شروع کردیتے ہیں اور بعد میں قرض ادا نہیں کرسکتے۔ اس طرح ایک شیطانی چکر چل جاتا ہے جو بعض ناجائز مطالبات کرکی وجہ سے اور صبر کا دامن چھوڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ گھروں میں ان حالات کی وجہ سے بچے باہر سکون تلاش کرتے ہیں اور اولادیں ضائع ہوجاتی ہیں۔ جب ماں باپ کو ہوش آتی ہے تو وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا جتنی زیادہ عاجزی ہوگی اتنا زیادہ انسان ایمان میں ترقی کرتا ہے۔ شادی بیاہ پر فضول خرچی سے بچیں اور اپنی استطاعت اور طاقت کے اندر رہ کر خرچ کریں۔ صرف جہیز پر انحصار نہیں کرنا چاہئے بلکہ دعاؤں کے ساتھ لڑکی کو رخصت کرنا چاہئے۔ خدا کا فضل شامل ہوگا تو بچیاں گھروں میں خوش رہیں گی۔ صرف مال، دولت، جہیز، مکان، فلیٹ کے ساتھ رخصت کرنے سے حقیقی سکون اور خوشی حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہمیشہ خدا کا فضل مانگنا چاہئے، عاجزی دکھانی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے بچیوں کو رخصت کریں۔ فرمایا: عاجزی دکھانے سے، غریب کے ساتھ گھلنے ملنے سے ہی اس کی تکلیف کا احساس ہوگا، اس سے ہمدردی ہوگی اور اس کی ضرورت پوری ہوگی۔

بہت سی ایسی خواتین ہیں جن کو خدا نے اچھی

حالت میں کر دیا ہے۔ اگر ان کو یہاں مدد کے لئے کوئی غریب نہیں ملتا تو جماعت میں ایسی مدّات ہیں جہاں وہ غرباء کی مدد کے لئے رقم دے سکتی ہیں۔فرمایا: خواتین کو زیورات پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے ۔ اپنے ایمان میں مضبوطی کے لئے اپنے چندوں کو بڑھائیں۔ خدا کی خاطر جائز ضروریات سے بھی رکنا ضروری ہے تا کہ خدا اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرسکیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: ایمان میں ترقی کے لئے ضروری ہے کہ فروج کی حفاظت کرنے والیاں ہوں۔ آنکھ، کان، منہ فروج میں داخل ہیں۔اسی طرح دوسری اخلاقی برائیاں ہیں جن سے بچنا ہے۔ایک ایمان میں ترقی کرنے والی کو کان کی حفاظت کرنی چاہئے۔لغو باتوں کی مجالس میں نہ بیٹھیں۔ پھر آنکھ کی حفاظت ہے ، فضول نظاروں سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔TV کے گندے پروگراموں سے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو بچائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر پردہ ہے۔ جو خواتین پاکستان میں برقعہ پہنا کرتی تھیں تو پھر یہاں کیا روک ہے ۔ جو خاوند کہتے ہیں کہ برقع معیوب ہے وہ اپنی اصلاح کریں۔ان کو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔آپ کو بھی خاوند کی اس بات پر Stand لینا چاہئے کہ پردہ خدا کا حکم ہے یہ ہم ہر حال میں کریں گی۔

پھر فرمایا کہ آپ کو دعوت الی اللہ کے لئے بھی اچھا نمونہ دکھانا ضروری ہے۔ آپ کے نمونہ کی وجہ سے دوسروں کو اعتراض کا موقع مل گیا ہے۔ایک مبلغ نے مجھے بتایا کہ ترکی کی زیر تبلیغ خواتین نے کہا کہ ہم کون سا اسلام قبول کریں۔ آپ کی خواتین تو پردہ نہیں کرتیں تو کیا ہم یہ اسلام قبول کریں۔فرمایا: اس طرح ایک تو آپ خدا کے حکم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گی اور پھر دوسروں کی ہدایت کی راہ میں روک بن رہی ہوں گی اور گنہگار ہو رہی ہوں گی۔

پس ایک احمدی عورت نے جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت اس لئے کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو معاشرے کی گندگی سے بچائے تو اسے پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوگا۔ان راستوں سے بچیں جہاں شیطان کے حملوں کا خطرہ ہے۔فرمایا: ذاکرات، عابدات بننے کی کوشش کریں۔اپنی نمازوں کو سنوارنے والی بنیں، اپنی عادتوں کو بھی عبادت سے سجائیں تا کہ اس زمانے کے امام کی بیعت کا مقصد حاصل کرنے والی ہوں۔اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا یہ خطاب قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا اور ٹیلیفون رابطہ کے ذریعہ MTA پر Live نشر ہوا۔ خطاب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی ۔اس کے بعد حضور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے جہاں ایک بج کر پچپن منٹ پر حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں ۔ اس کے بعد حضور انور واپس مسجد محمود زیورخ تشریف لے گئے۔

سوا چھ بجے حضور انور دوبارہ جلسہ گاہ تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات پونے نو بجے تک جاری رہیں۔370 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا ۔ ان میں سے بعض اٹلی (Italy) سے ملاقات کے لئے پہنچے تھے۔ملاقاتوں کے بعد 9 بجے حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف
''تذکرۃ الشہادتین'' کا فارسی ترجمہ

''تذکرۃ الشہادتین'' کا فارسی ترجمہ جو مکرم صاحبزادہ سید راشد لطیف راشدی صاحب نے کیا ہے، خدا تعالیٰ کے فضل سے طبع ہو چکا ہے اور دستیاب ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ کتاب 1903ء کی تصنیف ہے ۔اس کا بنیادی موضوع جماعت کے پہلے دو شہداء حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب وحضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہما کے واقعات قبول احمدیت وحالات واقعۂ شہادت ہے۔ ہر دو شہداء کرام کا تعلق افغانستان سے ہے۔شہادت کے دلگداز واقعات بیان فرمانے کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے اخروی زندگی کی تیاری کرنے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔اور ساتھ ہی ان عقائد کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے جو جماعت احمدیہ کا امتیازی نشان ہیں۔افغانستان اور ایران کے فارسی دان دوستوں کو دینے کے لئے یہ ایک بہت عمدہ تحفہ ہے اور تبلیغ احمدیت کا ایک مفید ذریعہ۔

اس کتاب کے حصول کے لئے نیز ہدیۂ کتاب ومحصول ڈاک وغیرہ معلومات کے سلسلہ میں حسب ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

Bait-ul-Hameed Mosque

11941, Ramona Avenue. CHINO. CA, 91719 - U.S.A

Tel: (00+1+) (909)+ 627225

Fax: (00+1+) (909)+ 6276308

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

محبت ایک فطری جذبہ ہے جو ہر بچے میں موجود ہوتا ہے

(خالد سیف الله خان ۔ آسٹریلیا)

کسی سے محبت یا اُس کے حسن کی وجہ سے کی جاتی ہے یا اُس کے احسان کی وجہ سے ۔ یہ تو عام مشاہدہ ہے کہ پیدائش ہی سے بچہ اپنی ماں کی طرف کشش محسوس کرتا ہے جس کی وجہ وہ محبت، خدمت اور قرب ہے جو بچہ ماں سے وصول کرتا ہے ۔ بچہ کی ماں سے محبت گویا جذبۂ احسان مندی کا فطری اظہار ہے۔

کیا حسن سے محبت کرنا بھی اسی طرح کا فطری جذبہ ہے؟ ۔انگلستان کے پروفیسر ایلن سلیٹر کہتے ہیں کہ ہاں میرے تجربات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر بچہ پیدائش کے وقت ہی سے خوبصورت شکل اور آواز کے لئے ایک کشش یا پیار محسوس کرتا ہے۔ بچہ کے دماغ کا وہ حصہ جس کا تعلق خوبصورتی کے احساس سے ہوتا ہے اُس کی وائرنگ پیدائش سے بھی پہلے ماں کے پیٹ ہی میں ہو چکی ہوتی ہے۔ پیدائش کے چند گھنٹے بعد ہی بچہ خوبصورت چیز کو گھورنا شروع کر دیتا ہے۔اُس کے لئے جو شکل عام یا اوسط ہو وہ بھی اچھی ہے۔اسی طرح بچہ پیدائش ہی سے اچھی آواز کے لئے کشش محسوس کرتا ہے۔

پروفیسر Alan Slater جنوب مغربی انگلستان کی Exeter University میں کام کرتے ہیں ۔انہوں نے بعض دوسرے ماہرین نفسیات کی مدد سے نوزائیدہ بچوں پر تجربات سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ انہوں نے بہت سی تصویریں لیں جن میں آدھی خوش شکل اور آدھی بدشکل اشخاص کی تھیں ۔دونوں تصویریں بچہ کے سامنے رکھی گئیں اور ماہرین نے بچہ کا ردّ عمل مشاہدہ کیا۔ یہ تجربہ ایک سو بچوں پر کیا گیا جن کی اوسط عمر صرف اڑھائی روز تھی ۔ ہر بچہ کو کئی کئی تصاویر دکھائی گئیں۔ ہر بچہ نے خوبصورت شکل والی تصویر پر نظر ٹکائی جس سے وہ ماہرین اس نتیجہ پر پہنچے کہ بچوں میں فطرتی طور پر پیدائش ہی کے وقت سے خوبصورت شکل اور آواز کے لئے ایک کشش پائی جاتی ہے۔ بلکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ بچہ کے ذہن میں یہ جذبہ یا رجحان ماں کے پیٹ ہی میں پیدا ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۔07/09/04)

انسان کی فطرت میں کسی کے حسن یا احسان کی وجہ سے اُس سے محبت کرنے کا جذبہ جو ودیعت کیا گیا ہے وہ بلا حکمت نہیں۔ ہر حسن اور احسان کا اصلی اور حقیقی منبع تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا خوبصورت کلمہ یہی بتاتا ہے کہ ہر حسن، احسان، طاقت اور نعمت بلکہ تمام مخلوقات کی صفات وتاثیرات خدا ہی کی عطا کردہ ہیں اور ان کی اپنی نہیں۔ کیونکہ وہ اصلی اور ذاتی طور پر ان کے خالق اللہ ہی کی ہیں۔اس لئے محبت کا پہلا اور اصلی حقدار بھی اللہ ہی ہے ۔جیسے فرمایا ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبّاً لِلّٰہِ﴾ (البقرة :166) اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔

اس مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بہت پیارے اور عارفانہ انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کو لازم پڑی ہوئی ہیں ایک اُس برتر ہستی کی تلاش ہے جس کے لئے اندر ہی اندر انسان کے دل میں ایک کشش موجود ہے۔ اور اس تلاش کا اثر اُسی وقت سے محسوس ہونے لگتا ہے جبکہ بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت اپنی جو دکھاتا ہے وہ یہی ہے کہ ماں کی طرف جھکا جاتا ہے اور طبعًا اپنی ماں کی محبت رکھتا ہے۔...... سو وہ کشش محبت جو اس کو اپنی ماں کی طرف پیدا ہوتی ہے وہ کیا چیز ہے۔ درحقیقت یہ وہی کشش ہے جو معبود حقیقی کے لئے بچہ کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔ بلکہ ہر ایک جگہ جو انسان تعلق محبت پیدا کرتا ہے درحقیقت وہی کشش کام کر رہی ہے۔ اور ہر ایک جگہ جو یہ عاشقانہ جوش دکھاتا ہے درحقیقت اُسی محبت کا وہ ایک عکس ہے ۔گویا دوسری چیزوں کو اٹھا اٹھا کر ایک گمشدہ چیز کی تلاش کر رہا ہے جس کا اب نام بھول گیا ہے۔سو انسان کا مال یا اولاد یا بیوی سے محبت کرنا یا کسی خوش آواز کے گیت کی طرف اُس کی روح کا کھنچے جانا درحقیقت اُسی گمشدہ محبوب کی تلاش ہے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی ۔صفحہ 58-59)

کسی مہ رُو کا عکس اگر کوئی شیشہ میں دیکھ کر فریفتہ ہو جائے تو کیا اس کی یہ وارفتگی محض تصویر کے لئے ہوگی ۔نہیں، بلکہ حقیقی وجود جو صاحب تصویر ہے اس کے لئے ہوگی۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

الغرض محبت کرنے کا ملکہ جو ہر بچہ اپنی فطرت میں بطور بیج لے کر پیدا ہوتا ہے جب وہ بہترین زمین میں پھولتا پھلتا اور اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو اس کے اردگرد کے اشد مخالفین بھی پکار اٹھتے ہیں:''عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ'' کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اپنے رب پر عاشق ہوگیا ہے۔ اور آپ کے روحانی فرزند کو اپنے رب کی محبت میں ایسا بے قرار کرتا ہے کہ وہ درگاہ خداوندی میں عجز وبکا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت چوہدری نور احمد چیمہ صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ 16/مارچ 2004ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت چوہدری نور احمد چیمہ صاحبؓ کے حالات زندگی شامل اشاعت ہیں۔

آپؓ کے والد فتح محمد صاحب اور والدہ کی وفات بھی آپ کے بچپن میں ہوگئی تھی۔

داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ میں سب سے پہلے حضرت عبد اللہ خان صاحبؓ جو حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ماموں تھے، نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اُن کے ذریعہ حضرت نور احمد چیمہ صاحبؓ نے بھی قادیان پیدل جاکر حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ دیکھ کر بیعت کرلی۔ پھر ہر سال قادیان تشریف لے جاتے رہے۔

حضرت چوہدری نور احمد صاحبؓ تعلیم یافتہ نہ تھے لیکن قرآن شریف پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ آپ نہایت نیک اور متقی تھے اپنا اکثر وقت مسجد میں گزارتے۔ احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی دوست بھی آپ کی بزرگی کے قائل تھے اور آپ سے دعائیں کراتے تھے۔

آپ کی شادی محترمہ سردار بی بی صاحبہ کے ساتھ ہوئی جن سے چھ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ ایک بیٹے مکرم منظور احمد صاحب نے بطور درویش قادیان خدمت کی سعادت حاصل کی۔

1953ء میں جب آپ جلسہ سالانہ پر آئے تو یہ اعلان کیا گیا کہ کوئی شخص حضرت مصلح موعودؓ سے دوبار ملاقات نہ کرے۔ لیکن آپ نے ایک مرتبہ سیالکوٹ اور پھر سرگودھا کے وفد میں شامل ہوکر ملاقات کی اور حضورؓ سے عرض کی کہ حضور! مَیں نے کبھی خلافت کی نافرمانی نہیں کی لیکن اس مرتبہ مجھے لگتا ہے کہ یہ میرا آخری موقع ہے اس لئے حضور سے دوبارہ ملاقات کے لئے آگیا ہوں پس حضور مجھے معاف فرمائیں۔ حضورؓ مسکرائے اور فرمایا کہ کوئی بات نہیں اور انتظامیہ کو بھی روک دیا کہ آپ جو کہنا چاہتے ہیں وہ کہہ آرام سے کہہ لیں۔

آپؓ دعوت الی اللہ کیلئے قریبی علاقہ میں جایا کرتے جس میں کئی بار مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ چندوں میں باقاعدہ تھے۔ نہایت متقی اور متوکّل تھے۔

آپؓ نے 12/جون 1954ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پائی۔ پہلے اماناتاً داتہ زید کا میں آپ کی تدفین ہوئی بعدہٗ بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ صحابہ میں دفن کیا گیا۔

مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶/اپریل ۲۰۰۴ء میں محترم چودھری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ (المعروف سی اے رحمٰن) کا ذکر خیر مکرم عبدالقدیر قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرم چوہدری صاحب بچپن سے ہی بہت ہونہار، ذہین، نمازوں میں شغف رکھنے والے تھے۔ بعد ازاں آپ ایک قد آور شخصیت کے روپ میں ابھرے لیکن انتہائی شگفتہ مزاج، حاضر جواب اور مہربان تھے۔ صاحب ثروت ودولت تھے اور اس دولت کو راہ خدا میں لٹانا سعادت جانتے تھے۔ مسجد احمدیہ گل روڈ کی جگہ خرید کر جماعت کو دی۔ لویری والا گوجرانوالہ کی مسجد بیت الحمد کی تعمیر میں ایک دفعہ دس ہزار اور پھر پینتیس ہزار روپے ادا کئے۔ نیز سیٹلائیٹ ڈش کا انتظام بھی آپ نے اپنی جیب سے کیا۔

والدین کے بڑے ہی مطیع اور فرمانبردار تھے۔ آپ کی والدہ لویری والا میں سکونت پذیر تھیں جبکہ آپ لاہور میں مقیم تھے۔ جب آپ کو ڈاکٹروں نے سفر سے منع کیا تو پھر بھی قریباً ایک سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے آپ والدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

آپ بہت ہی قابل محنتی۔ فرض شناس اور دیانتدار وکیل تھے۔ ایک دفعہ ایک پادری اپنا ایک اہم کیس لے کر آپ کے چیمبر میں آیا اور کہا کہ مجھے سوائے احمدی وکیل کے کسی اور پر اعتماد نہیں کیونکہ یہ لوگ انتہائی دیانتدار ہوتے ہیں اور بڑی محنت اور جدوجہد سے کیس پیش کرتے ہیں۔

چوہدری صاحب انسان کو بحیثیت انسان دیکھتے تھے۔ مذہب یا امارت اور غربت کو معیار نہیں ٹھہراتے تھے۔ مکرم دلپذیر صاحب جو آپ کی ایجنسی میں تقریباً پچیس سال ملازم رہے کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے کبھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں ملازم ہوں اور ان کا رتبہ مجھ سے بڑا ہے۔

بہت سے افراد کی خاموشی سے مدد کرتے تھے اور مستحقین سے مقدمہ کی فیس بھی وصول نہیں کرتے تھے۔ ۱۹۷۴ء میں احمدیوں پر ہونے والے سارے کیس آپ نے بڑی محنت سے لڑے اور کبھی کوئی مطالبہ نہ کیا سوائے اس کے کہ خود انہیں کچھ پیش کردیا گیا ہو۔

۱۹۷۴ء میں سارے پاکستان میں عموماً اور گوجرانوالہ میں خصوصاً نہایت ہی پر آشوب اور قیامت خیز دَور تھا۔ اس وقت آپ امیر ضلع تھے۔ آپ نے تمام حالات و معاملات کو نہایت دانشمندانہ اور بہادرانہ جرأت سے نبٹایا۔ آپ کا گھر مہاجر کیمپ بنا ہوا تھا۔ سب کے لئے روٹی، کپڑے کا انتظام نہایت احسن طریق سے کرتے۔ بعض دوستوں کے پاس کپڑے نہ تھے آپ نے درزی کو بلواکر اُن کے لئے کپڑے سلوائے۔

مکرم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری

روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲/مئی ۲۰۰۴ء میں مکرمہ امتہ الباری قمر صاحبہ اپنے والد مکرم مولانا محمد حفیظ بقاپوری صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ حضرت مولوی محمد ابراہیم بقاپوری صاحبؓ کے بھتیجے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں حفاظت مرکز کے لئے خود کو پیش کیا۔ بعد میں حضرت مصلح موعودؓ نے ازراہ شفقت فیملی کو قادیان بھجوادیا۔ آپ نے ساری زندگی درویشی میں گزاری اور قادیان کے 313 درویشوں میں آپ کا نام ملتا ہے۔ درویشانہ زندگی نہایت ایمانداری اور اخلاص سے گزاری۔

آپ نے مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ .F.A بھی کیا۔ عرصہ دراز تک مدرسہ قادیان میں ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر فائز رہے۔ مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہاؤس میں ٹیوٹر بھی رہے اور طلبہ کا والد کی طرح خیال رکھا۔ تقسیم ملک کے بعد بطور معان ناظر دعوۃ الی اللہ خدمت کرنے کی توفیق ملی نیز بطور ممبر صدر انجمن احمدیہ، ممبر اصلاحی کمیٹی اور ممبر قضاء بورڈ بھی جماعتی خدمات انجام دیتے رہے۔ اخبار بدر کے عرصہ دراز تک ایڈیٹر رہے۔ اسی طرح افسر جلسہ سالانہ بھی رہے۔ میری بڑی بہن کے خطبہ نکاح میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ "اس بچی کے والد مولوی محمد حفیظ بقاپوری صاحب سلسلہ احمدیہ کی دن رات چوبیس گھنٹے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔"

افسر جلسہ سالانہ ہونے کے دوران مہمانوں کا بہت خیال رکھتے۔ مصروفیت اس قدر ہوتی کہ رات کو ایک دو گھنٹہ آرام کے بعد تہجد کی نماز کے لئے روانہ ہوجاتے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں باقاعدگی سے اعتکاف بیٹھتے۔ پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ قرآن شریف ترجمہ کے ساتھ ہم سب بچوں کو پڑھایا۔ نیز باوجود تنگ دستی کے سب بچیوں کو گریجوایشن کروایا۔ ایک بیٹے کو سرجن اور دوسرے کو انجینئر بنایا۔

آپ 5 نومبر 1987ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ آپ موصی تھے بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

سقراط

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ مئی ۲۰۰۴ء میں مکرم طیب احمد طاہر صاحب کے قلم سے سقراط کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

سقراط 469 قبل مسیح میں یونان کے شہر ایتھنز میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ سنگ تراش تھا اور ماں دائی تھی۔ انہوں نے اپنے قابل بیٹے کو علم ہندسہ، فلکیات، موسیقی اور پہلوانی کی تعلیم دلائی۔ یونان میں انہی علوم کا رواج اور مانگ تھی۔ سقراط نوجوان ہوا تو ایتھنز میں بہت سے فلسفی موجود تھے۔ سقراط ان سے اکثر ملاقاتیں کرتا اور علم میں اضافہ کرتا۔ وہ سوال کرنے اور سوالوں کا جواب دینے میں بہت ذہانت کا مظاہرہ کرتا تھا۔ فوجی خدمت کے دوران نہ صرف بہادر ثابت ہوا بلکہ موسم کی خرابی اور تھکان کی بھی بالکل پرواہ نہ کرتا تھا۔ پھر اس نے علم وحکمت کی طرف توجہ مبذول کی۔

اسکی زندگی بے حد سادہ تھی۔ آرام و آسائش کے سامانوں سے اسے نفرت تھی۔ وہ صرف ایک سوٹ پہنتا، سادہ کھانا کھاتا۔ اُس نے توجہ صرف اپنے حصول علم کی طرف مرکوز رکھی۔ اس کی بیوی نہایت سخت مزاج اور لڑاکا قسم کی عورت تھی لیکن وہ اپنے آپ کو صبر اور ضبط سکھانے کے لئے اُسی عورت کے ساتھ زندگی بسر کرتا رہا۔ علم کی ترویج اُس کا مقصد حیات تھا۔ اُس کا ذاتی اعتقاد تھا کہ علم ہی اخلاقی کردار پیدا کرتا ہے۔ اس کا اصول تھا کہ "علم نیکی ہے اور بدی جہالت ہے"۔ اس کا طریقہ تعلیم یہ تھا کہ گفتگو کرو، سوالات کرو، جواب دو اور جواب لو اور بار بار بحث ومباحثہ کرو تا آنکہ مسئلہ کے تمام گوشے سامنے آسکیں۔

399 قبل مسیح میں ایتھنز کے حکام نے سقراط کے خلاف یہ الزام لگائے کہ وہ پرانے دیوتاؤں کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ نئے دیوتاؤں کو متعارف کروارہا ہے۔ یعنی پرانے علوم کو ٹھکرا کر نئے علوم متعارف کروارہا ہے۔ حکام کو سخت پریشانی تھی کہ وہ نوجوانوں کے ذہن خراب کررہا ہے جس سے نئی نسل کے باغی ہوجانے کا خدشہ ہے۔ چنانچہ چند ووٹوں کی اکثریت سے وہ مجرم قرار دیا گیا اور اسے حکم دیا گیا کہ وہ زہر کا پیالہ پی لے۔ اس زمانہ میں قابل احترام شخص کو موت کی ایسی ہی سزا سنائی جاتی تھی۔ سقراط نے آخری دن کی شام تک اپنے شاگردوں سے باتیں کرتے ہوئے وقت گذارا۔ شاگردوں میں اس کے نونہار شاگرد زینوفن اور افلاطون بھی وہیں موجود تھے۔ شام کو نہایت سکون اور وقار کے ساتھ سقراط نے زہر کا پیالہ پی کر جان دیدی۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶/فروری ۲۰۰۴ء میں شائع شدہ مکرم شاہد منصور صاحب کی ایک نظم سے دو بند ہدیۂ قارئین ہیں:

دل تھے ظلمت سے رنجور
صبح ہوئی پھر چمکا نُور
عرش سے آنے لگی صدا
انّی مَعَكَ یَا مَسْرُور

تاج امامت سر پر ہے
نُور خلافت در پر ہے
قدرت ثانی سایہ فگن ہے
نصرت حق کا ہوا ظہور
انّی مَعَكَ یَا مَسْرُور

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday September 24 , 2004 | Issue No. 39

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ یورپ کی بعض جھلکیاں

سوئٹزر لینڈ میں ورود مسعود اور جماعت احمدیہ سوئٹزر لینڈ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت

انفرادی و فیملی ملاقاتیں، چلڈرن کلاس کا انعقاد، لجنہ اماء اللہ سے خطاب

اگر ماں باپ خود نمازی بن جائیں تو بچے آپ کی دعاؤں سے سدھر جائیں گے۔ خواتین کو جھوٹ، غلط بیانی، خاوندوں کی استطاعت سے بڑھ کر ناجائز مطالبات، اور شادی بیاہ میں اسراف سے بچنے نیز غریبوں سے ہمدردی، چندوں کو بڑھانے، پردہ کا التزام اور نیک نمونہ پیش کرنے کی تاکیدی نصائح

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

یکم ستمبر 2004ء بروز بدھ:

یکم ستمبر بروز بدھ کو فرنکفرٹ (جرمنی) سے زیورخ (سوئٹزر لینڈ) کے لئے روانگی تھی۔ حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ سوئٹزر لینڈ کا پہلا دورہ تھا۔ صبح سوا دس بجے حضور انور ''بیت السبوح'' فرینکفورٹ میں اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ اس سے قبل قافلہ کی روانگی کی تیاری مکمل ہوچکی تھی۔ حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ سوئٹزر لینڈ کے لئے روانہ ہوا۔ فرنکفرٹ کی مختلف جماعتوں سے احباب جماعت حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی ''بیت السبوح'' جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ سبھی نے اپنے ہاتھ ہلا کر دعاؤں کے ساتھ حضور انور کو الوداع کہا۔

فرنکفرٹ سے جرمنی اور سوئٹزر لینڈ کے بارڈر Basel کا فاصلہ 325 کلومیٹر ہے اور پھر اس بارڈر سے زیورخ کا فاصلہ 100 کلومیٹر ہے۔ مکرم حیدر علی صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج جرمنی اور ڈاکٹر محمود طاہر صاحب جنزل سیکرٹری جماعت جرمنی حضور انور کو بارڈر تک چھوڑنے اور الوداع کرنے کے لئے آئے تھے۔ دوسری طرف سوئٹزر لینڈ سے مکرم طارق ولید صاحب امیر جماعت سوئٹزر لینڈ، مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج سوئٹزر لینڈ اور صدر خدام الاحمدیہ اور عاملہ کے بعض عہدیداران حضور انور کے استقبال کے لئے بارڈر کراس کر کے جرمنی کی حدود کے اندر 20 کلومیٹر تک Bel-Balingen کے مقام پر پہنچے تھے۔ ایک بجکر بیس منٹ پر قافلہ اس مذکورہ مقام پر پہنچا جہاں سوئٹزر لینڈ سے آنے والے وفد نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے امیر صاحب سوئٹزر لینڈ سے گفتگو فرماتے رہے۔ جرمنی سے ساتھ آنے والے وفد نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور یہاں سے حضور انور کو آگے روانہ کرنے کے بعد واپس فرنکفرٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک بجکر چالیس منٹ پر یہاں سے زیورخ سوئٹزر لینڈ کے لئے روانگی ہوئی۔ 20 کلومیٹر کے سفر کے بعد بارڈر کراس کر کے سوئٹزر لینڈ کی حدود میں داخل ہوئے۔

ملک سوئٹزر لینڈ یورپ کے وسط میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں فرانس ہے، شمال کی جانب دریائے رائن (Raein) اسے جرمنی سے الگ کرتا ہے۔ جب کہ اس کا مشرقی پڑوسی ملک آسٹریا ہے۔ جنوب میں کوہ الپس نے اسے اٹلی سے الگ کر رکھا ہے۔ دلکش نظاروں میں گھرا ہوا خوبصورت شہر بیزن اس کا دارالحکومت ہے۔ اس کے دیگر شہروں میں زیورخ اور جنیوا کافی مشہور ہیں۔ اس ملک کا نصف حصہ سے زیادہ حصہ حسین پہاڑی جنگلات اور برف پوش چوٹیوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ 20 فیصد حصہ سرسبز و شاداب گھاس کے قطعات پر مشتمل ہے۔ اس ملک میں لاتعداد خوبصورت جھیلیں ہیں۔ اس ملک کا قدرتی حسن سیاحوں کی کشش کا موجب ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ یہاں کے دلکش قدرتی نظاروں کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تین بجکر بیس منٹ پر مسجد محمود زیورخ پہنچے۔ مسجد سے بالمقابل واقع ایک چرچ Balgrist کا کمیونٹی ہال جماعت نے حاصل کیا ہوا تھا۔ جب حضور انور کی گاڑی یہاں پہنچی تو سوئٹزر لینڈ کی 15 جماعتوں سے آئے ہوئے ساڑھے چار صد احباب نے حضور انور کا والہانہ استقبال کیا۔ بچے اور بچیاں ایک ہی رنگ کے خوبصورت لباس میں ملبوس اپنے ہاتھوں میں لوائے احمدیت اور سوئٹزر لینڈ کا قومی جھنڈا لہراتے ہوئے استقبالیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ بہت دلربا منظر تھا۔ احباب جماعت کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بھی رواں تھے کیونکہ 12 سال بعد خلیفة المسیح اس ملک میں تشریف لائے۔ قبل ازیں حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1992ء میں اس ملک کا دورہ فرمایا تھا۔

حضور انور نے اپنا ہاتھ ہلا کر احباب جماعت کو السلام علیکم ورحمة اللہ کہا اور ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔

حضور انور کے استقبال کے لئے درج ذیل سرکاری شخصیات بھی 200 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اس کمیونٹی ہال میں پہنچی تھیں۔

1۔ ڈائریکٹر آف ایمنسٹی برن: 2۔ میئر آف نیوشتل: 3۔ ڈائریکٹر آف سوشل ویلفیئر: 4۔ ڈائریکٹر آف ریڈ کراس: چانسلر آف نیوشتل: 6۔ ڈائریکٹر آف نیشنل انشورنس کمپنی: 7۔ ڈائریکٹر آف ایجوکیشن: 8۔ ھیڈ آف ایمنسٹی انٹرنیشل۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سبھی مہمانوں سے مصافحہ فرمایا اور ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے گفتگو بھی فرمائی۔ بچے اور بچیاں مسلسل دعائیہ نظمیں پڑھ رہے تھے۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے ازراہ شفقت بچوں کے پاس آ کر کھڑے رہے اور پھر مسجد محمود زیورخ میں تشریف لے گئے۔ حضور انور کی رہائش مسجد سے ملحقہ مشن ہاؤس میں ہے۔

مسجد محمود، زیورخ (Zurich) کے Riesbaeh علاقہ میں واقع ہے۔ اس کا سنگ بنیاد 25/اگست 1962ء کو حضرت سیّدہ نواب امة الحفیظ بیگم صاحبہؓ نے خصوصی دعاؤں کے ساتھ رکھا تھا۔ مسجد مبارک قادیان کی ایک اینٹ منگوائی گئی تھی جو آپ نے بطور سنگ بنیاد نصب کی تھی۔ مسجد کی تعمیر اور تکمیل کے بعد 22 جون 1963ء کو حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحبؓ نے اس کا افتتاح فرمایا۔

5:30 بجے حضور انور نے کمیونٹی ہال میں تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور فیملی ملاقاتوں کے لئے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ جماعت سوئٹزر لینڈ کی پندرہ جماعتوں سے 40 فیملیز کے 196/افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام 8 بجکر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ نو بجے حضور انور ایدہ اللہ نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

2/ستمبر 2004ء بروز جمعرات:

صبح پونے چھ بجے حضور انور نے مسجد زیورخ میں نماز فجر پڑھائی۔ دو بجے حضور انور نے کمیونٹی ہال میں تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں سے قبل حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ بعد از سہ پہر بھی حضور انور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ ساڑھے آٹھ بجے حضور انور نے کمیونٹی ہال میں تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

3/ستمبر 2004ء بروز جمعة المبارک:

صبح پونے چھ بجے حضور انور نے مسجد محمود زیورخ میں نماز فجر پڑھائی۔ ایک بج کر پینتیس منٹ پر حضور انور جمعہ کی ادائیگی کے لئے جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

مسجد محمود زیورخ سے 17 کلومیٹر کے فاصلہ پر زیورخ کی ایک مضافاتی بستی Lorean میں جماعت نے ایک سکول کے سپورٹس ہالز جلسے کے انعقاد کے لئے حاصل کئے تھے۔ یہ بہت وسیع و عریض اور خوبصورت علاقہ ہے۔ جھیل کے کنارے پر یہ ہال تعمیر کئے گئے ہیں اور ارد گرد وسیع و عریض سرسبز و شاداب گھاس کے میدان اور درخت

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔